



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تینتالیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 30 اگست 2017ء بروز بدھ بمطابق 07 ذوالحجہ 1438 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
04	وقفہ سوالات -	2
13	توجہ دلاؤ نوٹس -	3
40	رخصت کی درخواستیں -	4
41	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی -	5
46	قرارداد نمبر 93 منجانب: سید عالیاقت علی، رکن صوبائی اسمبلی -	6
62	قرارداد نمبر 95 منجانب: میر رحمت علی بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی -	7
69	مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ بابت مالی سال 2016-17ء -	8
71	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ -	9

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 اگست 2017ء بروز بدھ بمطابق 07 ذوالحجہ 1438 ہجری، بوقت شام 5 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ

نَسِينَا اَوْ اَخْطَاْنَا ح رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ح

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ح وَاَعْفُ عَنَّا وَاقْفُ عَنَّا وَاقْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا وَاقْفُ

اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلٰی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ع

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۶﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْاِبْلَٰغُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وقفہ سوالات۔ آغا سید لیاقت علی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 347 دریافت فرمائیں۔

آغا سید لیاقت علی: سوال نمبر 347۔

میڈم اسپیکر: جی منسٹر S&GAD!

نواب محمد خان شاہوانی (وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق): جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی آغا صاحب any supplementary

آغا سید لیاقت علی: میری منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ ان لوگوں کو جو اتنے مراعات دے رہے ہیں اور ہمارے بلوچستان کے جو ملازمین ہیں یا جو آفیسرز ہیں وہ اس سے محروم ہیں کیا ان میں کوئی super quality ہے جو ان کو یہ مراعات دی جا رہی ہیں یا اس لیے دیے جا رہی ہیں کہ ان کا تعلق پنجاب یا اسلام آباد سے ہے۔

میڈم اسپیکر: جی نواب صاحب!

وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق: جی اس کا یہ ہے کہ جو سوال انہوں نے کیا ہے تفصیلاً اُس کا جواب تو اسی انداز میں دیا جا چکا ہے۔ لیکن کیوں ان کو نہیں دیا جاتا ہے یا کیوں اُن کو دیا جاتا ہے اگر اس کا یہ ہے کہ آپ تفصیلاً دوبارہ کوئی question کرینگے تو اس کا مزید ہم وہ کرینگے کہ ان کو کیوں نہیں دیا جاتا ہے یا اُن کو کیوں دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی تمام تفصیل آپ کے جواب میں آیا ہوا ہے۔ اس میں یہی ہے کہ جو 19 گریڈ سے بلکہ 17 اور 18 گریڈ کو بھی ہے جو باہر سے آنے والے ہیں۔ اُن کو ایک تنخواہ ان سے اُوپر دی جاتی ہے لیکن ہمارے جو مقامی صوبائی جو ملازم ہیں جو کوٹھ ہے یہاں سے وہاں وہ کرتے ہیں اُن کے لیے یہ special allowance کا پیکج نہیں ہے۔

آغا سید لیاقت علی: دوسرا سوال میں کر سکتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی please!

آغا سید لیاقت علی: نواب صاحب آپ نے کہا ہے کہ مذکورہ وفاقی آفسران اور اُن کی فیملی ممبرز کو کوئٹہ شہر سے پاکستان کے تمام ہوائی رابطہ شہروں کے ساتھ سال میں چار مرتبہ مفت ہوائی ٹکٹ economy class کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ اب ایک شخص اسلام آباد سے آتا ہے اُس کو یہ سہولت کیوں حاصل ہے اُس کی فیملی کو اُس کو کہ وہ کراچی چلا جائے، وہ لاہور چلا جائے یا وہ پاکستان کے کسی دوسرے شہر چلا جائے۔ یہ تو چلیں سمجھ میں آتی ہے کہ اس کو avail کر سکتا ہے اسلام آباد سے آیا ہے تو اسلام آباد اُس کی فیملی کو avail کرے۔ اور پھر یہ سہولت ہمارے اپنے آفسران کو کیوں حاصل نہیں ہے اس لیے کہ ہمارے آفسران بھی یہ rights رکھتے ہیں۔ چلیں وہ superior صحیح وہ آلہ اُس کے صحیح لیکن ہمارے آفسروں میں

کیا وہ کمی ہے کہ اُن کو یہ facilities آپ نے نہیں دیے ہیں۔

وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق: جی ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے، کہ اسی طرح ہے جیسے آپ نے کہا ہے۔ کہ اُن آفیسران کو جو یہاں آتے ہیں اپنی فیملیوں کے ساتھ اُن کو تین، تین مہینے کے بعد فیملی کے باقاعدہ ٹکٹس دیے جاتے ہیں چاہے وہ پاکستان کے جس شہر سے بھی تعلق رکھتے ہوں اسلام آباد، لاہور، کراچی یا جس جگہ پر۔ تو تین مہینے بعد اُن کو مع فیملی ٹکٹس دیے جاتے ہیں۔ بلکہ ٹکٹس تو کیا اگر اپنے ٹکٹس کی جگہ وہ نقد بھی لینا چاہیں تو اُن کو وہ فراہم کیا جاتا ہے۔ باقی ہماری صوبائی اسی طرح ہے بالکل جیسے آپ نے کہا ہے لیکن کیوں نہیں ہے اس کے بارے میں اگر آپ question کرینگے ہم اس کا بھی جواب ہم دینگے۔

میڈم اسپیکر: جی please مجید اچکزئی صاحب!

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ ڈی ایم جی گروپ کی آفیسران جو 19 گریڈ میں وہاں ہوتے ہیں یہاں آ کر کے 20 گریڈ ہیں۔ اگر یہ سلسلہ ہے، کیا ہماری صوبائی کوٹہ فیڈرل گورنمنٹ میں اُس پر عمل درآمد کر رہی ہے۔ کیا ہمارے آفیسران کو پھر وہ سہولت وہاں اسلام آباد میں میسر ہیں؟

میڈم اسپیکر: ok آپ کا question آگیا۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: یہ section A ہے B نہیں ہوا۔

میڈم اسپیکر: supplementary میں A, B نہیں ہوتا۔ جی بولیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! اچھا اس میں ایک اور بات یہ ہے کہ مطلب دو دو تنخواہ لینا اور ہمارے صوبے کے آفیسران کے ابھی آپ دیکھ لیں اُس میں kindly BSS اور BCS کے جو سول سیکریٹریٹ کے ملازمین ہیں کیا اُن کی حق تلفی نہیں ہو رہی ہے؟ ہمارے صوبے کے اور 18th amendment کے بعد کیا مرکز نے ہمارے صوبے کے آفیسران کا کوٹہ نہیں ہے۔ اور یہ دو تنخواہ لینا اُن کو یہ مراعات دینا پولیس میں بھی یہ حشر ہے۔ اور اُن کی پوسٹنگ صوبے میں اپنی مرضی سے ہوتی ہے اور اُن کو فیڈرل گورنمنٹ کا نمائندہ چیف سیکرٹری ہوتا ہے۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب مزید explanation نہیں question آپ کر لیں تاکہ اُسی تک منسٹر تیار ہو جائے۔ ہاں دو جزو آگئے آپ کے۔ جی نواب صاحب please! ایک دفعہ اُس کے سوال کا جواب دے دیں پھر آپ کو موقع دیتی ہوں۔ نواب صاحب کیوں کہ دیکھیں supplementary پر آپ یہ کریں اُس سوالات پر ہم بحث در بحث نہیں کر سکتے

please remember this۔ جی نواب صاحب this is the third question

وزیر اعلیٰ اینڈ جی اے ڈی: جی ہاں مسئلہ یہ ہے کہ جائز، ناجائز یا زیادتی کے حوالے سے وہ تو ایک الگ subject ہے

الگ معاملہ ہے کہ زیادتی ہو رہی ہے یا اُس کے ساتھ ناجائز ہو رہا ہے یا ہمارے صوبائی کو کیوں نہیں دے رہے ہیں وہ تو ایک الگ مسئلہ ہے۔ لیکن جو ان کا سوال ہے اُسکی تفصیل اسی طرح ہے گریڈ 18, 19 میں اگر یہاں کوئی آفیسر آجاتے ہیں تو گریڈ 18 والے کو گریڈ 19 کی جو تنخواہ اور مراعات ہیں وہ اسی طرح جیسے وہ اُس جواب میں لکھا ہوا ہے اسی طرح اُس کو دیا جاتا ہے۔ کیوں دیا جاتا ہے، یہ کس وجہ سے ہے، زیادتی ہے، ناجائز ہے، وہ ایک الگ مسئلہ ہے، وہ ایک الگ بات ہے باقی اس کا تفصیل یہی ہے۔ ان کو واقعی اسی طرح دیا جاتا ہے۔

میڈم اسپیکر: ان کو کیا ہے سر! آخری جملہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق: گریڈ 18 والے کو 19 دیا جاتا ہے، 19 والے کو 20 دیا جاتا ہے اسی طرح سے مطلب ان کو اسپیشل الاؤنسز۔

میڈم اسپیکر: according to rules ٹھیک ہے۔ جی مجید صاحب!

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: ذرا آپ سمجھنے کی وہ کریں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ 18 گریڈ سے اسلام آباد سے اڑھ کے ڈیڑھ گھنٹے کے سفر میں 19 گریڈ میں کیسے آجاتا ہے۔ اور جو صوبائی کوٹہ ہے ہمارا % 30 صوبوں کا ہے 18th amendment کے بعد کیا وہ share ہمیں مل رہی ہے فیڈرل گورنمنٹ میں۔ اور دو تنخواہیں اور ان کو services by choice پوسٹنگ بھی by choice کیوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کا نمائندہ یہاں چیف سیکریٹری بیٹھا ہوتا ہے منگواتا بھی وہی ہے اور ان کی posting بھی وہی کرتا ہے۔ ہمارے صوبے کے عام آفیسران کی حق تلفی ہو رہی ہیں۔ سیکریٹریٹ کی آفیسران کی حق تلفی ہو رہی ہیں، PCS کے آفیسران کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خالی نواب صاحب یہ کر لیں 18th amendment کے بعد کم سے کم جو ہمارے صوبوں کو اختیارات دیے گئے ہم اُس پر عمل درآمد کیوں نہیں کر رہے ہیں مطلب ہمیں ڈی ایم جی گروپ کے آفیسروں کی کیا ضرورت پڑھی ہے کہ ہمارے پاس اتنے آفیسران ہیں already ہمارے PSS اور CSS کے آفیسران ہمارے صوبے میں موجود ہیں۔ کیا ان میں یہ صلاحیت یہ قابلیت نہیں ہے اور ان کو ہم دو تنخواہ دیتے ہیں اور by family، دو وہ ہیں یہاں accommodation بھی ان کے لیے اسپیشل ہوتی ہے۔ ہمارے سابقہ CS نے اُس کے پاس تو بالکل اُس کے اٹھنے بیٹھنے کا اور اُس کے ساتھ تعلق رکھنے کے لیے اور approach کرنا اور یہاں سے posting وہاں کروانا یہ CS کرتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے صوبے کے ملازمین کے ساتھ واقعی زیادتی ہو رہی ہے۔ انکو یہ ensure کرنا چاہیے کہ اس سے ہم اپنے آپ کو کیسے چھڑوا سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا question آگیا۔ نواب صاحب answer۔ منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی

، زیارتوال صاحب منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی جواب دے دیں پھر آپ۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر تعلیم): میڈم اسپیکر میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا۔
 میڈم اسپیکر: ایک دفعہ وہ جواب دے دیں پھر کو موقع دیتی ہوں۔ نواب صاحب یہ بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر آپ
 کی تیاری نہیں ہے کہ میں next پھر اس کو۔۔۔

وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق: جی ہاں اسی حوالے سے جو تمام تفصیلات اُس بارے میں ہیں تو ہماری تمام بریفنگ
 سلسلہ اسی حد تک ہے جہاں تک اُن کا سوال ہے۔ باقی یہ ہے کہ صوبائی کو کیوں نہیں دیا جاتا ہے ان کو کس لیے وہ کیا گیا ہے اُن
 کے لیے یہ سارا ایک تمام اور الگ سی تفصیل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ اگر اسی طرح کا ایک question بنا دیں تو ہم پھر ساری
 تفصیل اس حوالے سے دیں گے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ مجید صاحب وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ لے آئیں میں نے چونکہ اس پر تیاری نہیں کی ہے
 آپ ایک frsh question لے آئیں۔ سردار صاحب میں آپ کو اور زیارتوال صاحب کو بھی موقع دوں گی۔ صرف یہ
 ایک دفعہ۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے منسٹر نواب صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ
 واقعی یہ کام غلط ہے انہوں نے یہی کہا ہے۔ اور ہمارے صوبائی۔۔۔
 میڈم اسپیکر: نہیں نہیں انہوں نے یہ نہیں کہا۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں نہیں انہوں نے کہا کہ یہ mechanism غلط ہے۔ اگر ٹھیک ہے وہ بھی کہیں اور
 دوسری بات یہ ہے کہ کیا ہمارے صوبے کے ملازمین کی حق تلفی ہو رہی ہے یا نہیں۔ simple is that۔
 میڈم اسپیکر: مجید صاحب وہ انہوں نے کہا ہے کہ میں اس پر آپ کو تفصیلی جواب اپنے department سے۔۔۔

وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق: ناجائز ہو رہا ہے، زیادتی ہو رہی ہے یہ آپ کہہ رہے ہیں کہ زیادتی اور ناجائز
 والا مسئلہ۔ یہ question سے ہٹ کر ہے ہمارا۔ اس بارے میں الگ تفصیل ہم لائیں گے۔ باقی ہم سے جو سوال کیے گئے
 تھے وہ تفصیل سارا اس میں ہے اُس کے حوالے سے بھی ہمارے ساتھ وہ سارے ہیں۔ ناجائز اور زیادتی ہونا وہ ایک الگ
 مسئلہ ہے، اگر وہ question بناتے ہیں تو ہم لوگ ساری تفصیل بتا دیں گے۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب آپ اسی پر ذرا بات کرنا چاہتے ہیں، being a government میں آپ کو
 بتا دیتی ہوں اُس کی وجہ۔ ایک منٹ please آپ لوگ تشریف رکھیں میں سمجھتی ہوں اگر سردار رضا بڑیچ صاحب کی آج
 طبیعت خراب ہے انہوں نے اُن سے کہا ہے کہ میری طرف سے زیارتوال صاحب جواب دیں گے۔ اگر کوئی قانونی point آتا
 ہے، he was a ex minister of law، تو میں اجازت دے سکتا ہوں، سردار صاحب آپ چھوڑیں ایک دفعہ

انہیں بات کرنے دیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں please زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: شکر یہ میڈم اسپیکر! جو question ہے بنیادی طور پر وفاق سے جو ملازمین صوبے میں جاتے ہیں سوائے ہمارے صوبے کے کہیں پر بھی نہ پنجاب میں، نہ سندھ میں اور نہ خیبر پختونخوا میں ان کو خصوصی مراعات نہیں ہیں۔ صرف ہمارے صوبے میں یہ مراعات ان کو دی جا رہی ہے۔ question کے حوالے سے میری ریکورڈسٹ یہ ہوگی کہ ایک کمیٹی آپ تشکیل دیں وہ اس کو تھرو لی دیکھ لیں اور یہ اس طریقے سے کیوں ہوا ہے اور کس بنیاد پر اور ہمارے صوبے سے اسپیشلی ان کو یہ مراعات کیوں دیئے جا رہے ہیں تو وہ پوری رپورٹ آپ کے سامنے آ جائیگی کہ کس بنیاد پر ہے اُسکے بعد آپ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میڈم اسپیکر: چلیں بہت اچھی suggestion ہے۔ i will give this specially

specifically۔ (مداخلت)

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میڈم اسپیکر مجھے سن لیں تھوڑا سا۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ بولیں۔ but is not a question it is a comment آپ کا question نہیں ہے نہ۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: نہیں ٹریڈی پنچر ہمیں (حذف) رہی ہے۔ وہ (حذف) والی بات ہے۔ یہ پوائنٹ میں نے raise کیا تھا point of order پر آپ ریکارڈ نکالیں آپ chair کر رہی تھیں۔ جس میں فنانس سیکرٹری sitting نے نہ 70,70,80 لاکھ روپے اٹھائے ہیں انہوں نے بقایا جات اور یہ میڈم اسپیکر! زیادتی کی بات ہے کہ پہلے منسٹر فنانس جواب دے رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ ہم اس کی تفصیل دینگے پھر گول مول کر گیا۔ آج وہ question آیا ہے ہمارے آغا صاحب کا اور آج منسٹر ایس اینڈ جی اے ڈی جواب دے رہا ہے۔ یہ twist کر رہا ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ ہمارے آفسرز بیٹھے ہوئے ہیں بات یہ ہے کہ میڈم اسپیکر! کہ ہر جگہ پر ہمارے صوبے کے آفسرز کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے وہ آتے ہیں دو تین سالوں کے لیے اچھی پوسٹنگ لیتے ہیں یہاں ڈی ایم جی جس کو پتہ نہیں ابھی کون سی service کا نام دے دیا ہے انہوں نے۔

میڈم اسپیکر: غیر پارلیمانی لفظ حذف کر لیں please۔ its not good word for the

parliamentarian its not a good

سردار عبدالرحمن کھٹیران: کون سی dictionary میں ہے کہ یہ۔

میڈم اسپیکر: آپ اسپیکر سے بحث نہیں کر سکتے۔ پلیز آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ حذف کیا میں نے۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: چلیں حذف ہو گیا۔ ہمیں درغلا نہ یہ تو صحیح ہے ایک پارلیمانی لفظ ہے۔

میڈم اسپیکر: جی جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! کہہ دوں گا یہ جارہا ہے کہ جی جی یہ ادھر کر دیتے ہیں ادھر کر دیتے ہیں۔ وہ آتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہاں جو نیئر اگر گریڈ 17 ہے تو یہاں گریڈ 18 کی مراعات enjoy کرتا ہے۔ اسکی فیملی چار چار ٹکٹ ہوئی جہاز آنا جانا۔ ایک perception بن گئی ہے کہ جی بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے آپ جائیں آگ میں کھودیں اور آپ سب کچھ لے جائیں۔ ہم مان لیتے ہیں بلوچستان میں آگ لگی ہے تو جو آگ میں بیٹھے ہوئے ہیں جو نمرود کی آگ ہے اُن کے ساتھ آپ کیا کر رہے ہیں کہ وہ جو فرشتے آتے ہیں اُن کو تو آپ ہر مراعات دیتے ہیں جو یہاں شہید ہوئے ہیں وہ اس آگ میں جلے ہیں اُن کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ ایک lame excuse ہے۔ غلط ہے سیکریٹری فنانس 70 لاکھ روپے لے گیا فلاں پولیس آفیسر 80 لاکھ روپے لے گیا۔ جہاز کا ٹکٹ ہے ایک گریڈ وہاں 18 میں ہے یہاں 19 کی جو نہ enjoy کر رہا ہے۔ میڈم اسپیکر! مجھے چار سال ہو گئے ہیں میں نے پولیس کا case tack up کیا آج تک منسٹر ہوم نے تکلیف ہی نہیں کی کہ وہ رپورٹ یہاں دیں۔ ہمارے آفیسر در پدر ہیں 25، 26، 28 سال سروس ہے دو سال کسی کے بچتے ہیں کسی کے تین سال۔ اچھا وہ در پدر وہاں سے آتے ہیں ایک ASP ہے تو یہاں SSP بن جاتا ہے، وہاں سے SSP ہے تو یہاں DIG کو enjoy کرتا ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب please speech نہیں ہو سکتی ہے۔ come on point please آپ بتادیں کہ آپ کیا suggest کریں گے please۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ point میں نے raise کیا تھا یہ زیادتی ہے رحیم زیارتوال نے بھی کہا کہ زیادتی ہے۔ ہمارے لوکل آفیسرز کے ساتھ آج سے نہیں یہ چار سال سے ہم رور ہے ہیں کہ زیادتی ہے۔ اس کا proper جواب دیں اور جیسے رحیم جان نے کہا اس ایوان کی کمیٹی بنے، جنہوں نے enjoy کیا ہے۔ وہ مراعات اُن سے واپس لیے جائیں جو 70، 80 لاکھ روپے اس غریب صوبے سے لیکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ واپس ہونا چاہیے اور اس پر کمیٹی، اور کمیٹی فیصلہ کرے اُس کو قانون سازی کی طرف لے جائیں جس طریقے سے بھی کرتے ہیں ہماری آپ سے دست بستہ گزارش ہے کہ اس پر کمیٹی بنے، کمیٹی اس ایوان کی ہو ہماری طرف سے ہوٹریڈی پنچر کی ہو ہم اس پر لائے عمل تیار کریں گے ہم آپ کی خدمت میں پیش کریں گے

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے بہت اچھی آپ کی تجویز ہے کیونکہ آپ اُس وقت زیارتوال کو منع کر رہے تھے۔ ایک منٹ

رحمت صاحب۔ انہوں نے بہت اچھی تجویز دی۔ جی مجید صاحب جی

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! جب ہمارے صوبے حالات ٹھیک نہیں تھے۔ کیا یہ آفیسرز اسلام آباد سے

آتے تھے کوئی بھی نہیں آیا اس پوری tenure میں، اُن کا نمائندہ چیف سیکرٹری اور وہ بھی سابقہ والا ہمارے آدھے صوبے کو لے کر گیا بیگ میں آپ اندازہ لگائیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کا نمائندہ bye choice officers فیڈرل گورنمنٹ سے مانگتے ہیں سروسز کے لیے۔ پھر وہ یہاں وہ کرتے ہیں۔ جب ہمارے صوبے کے حالات صحیح نہیں تھے تو پھر ہمارے لوکل آفیسرز کی ضرورت تھی۔ ابھی اُن کی پھر ضرورت پڑی ہے۔ اور پھر وہ یہاں 19 سے 20 میں آتے ہیں، اور یہ آغا صاحب نے کہا آپ اُن کے TA, DA کا اندازہ نہیں لگا سکتے کیونکہ وہ چیف سیکرٹری کے through جاتی ہیں۔ کروڑوں میں اس غریب صوبے کے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے آپ کمیٹی تشکیل دے دیں اس میں نام وہ کر لیں اس میں ہم بیٹھ جائیں کیونکہ چار سالوں میں انہوں نے کتنی مراعات لی ہے اور کس مد میں انہوں نے لی ہے؟

میڈم اسپیکر: جی زمر خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمر خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! اس پر ہم نے ساڑھے چار سالوں سے کئی دفعہ بات کی ہے جس طرح سردار صاحب نے کہا پولیس کا service structure ہوتا ہے۔ یہاں PCS آفیسران ہیں ڈی ایم جی ہے ہر ایک کا اپنا service structure ہوتا ہے۔ میں اتنا پوچھنا چاہتا ہوں اس گورنمنٹ سے ہم تو floor پر بہت جذباتی بات کرتے ہیں حکومت والے ایک دوسرے سے سوال بھی کرتے ہیں جو اب بھی دیتے ہیں کیا service structure بنا ہوا ہے یہ گورنمنٹ کا کام ہے فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں کبھی نہیں روکا ہے کہ آپ اپنے آفیسرز کے لیے کوئی structure بنالیں کوئی اُن کو facilities کب کوئی فیڈرل گورنمنٹ سے order آئی ہوئی ہے۔ وہاں سے آفیسرز آتے ہیں یہاں وہ بھی ایک پالیسی اور رول کے تحت آتے ہیں۔ یہاں ہم اپنے آفیسران کو کیا دے سکتے ہیں میں زیارتوال صاحب ایک question اٹھتا ہوں کیا ان چار سالوں میں اپنے آفیسران کے لیے ہم اسمبلی فورم پر کیوں کہتے ہیں۔ کہہ ہمارے ساتھ وہ زیادتی ہوئی ہے ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے ہمیشہ ہم یہاں روتے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ کام کیا ہی نہیں بتادیں رزلٹ کیا نکلا ہے اب تک قراردادیں پیش کرتے ہیں کوئی رزلٹ نہیں نکلتا۔ جب تک service structure نہیں بنے گا اس وقت تک اس کا کوئی رزلٹ نہیں نکلے گا۔ کیا قانون سازی کی ہے کون روک سکتا ہے آپ کو کہ وہ facilities آپ نہ دیں کل آپ قانون سازی کریں سب کچھ ملے گا ہم نے خود ان کو دبایا ہوا ہے آج تک ہم نے اُن کے لیے کچھ بھی نہیں کیا یہ ہونا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: زمر خان صاحب آپ کا point آ گیا thank you جی منظور اکڑ صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: شکر یہ میڈم اسپیکر! اس بات کو آگے بڑھتے ہوئے جو 18th amendment ہے۔ اُس کا مقصد ہی یہی ہے کہ تمام جو powers ہیں وہ صوبوں کو دینا چاہیے تھا۔ اور اس حوالے سے

18th amendment آئی۔ دوستوں نے یہاں بات کی کہ فیڈرل کا کام نہیں اس حکومت کا کام ہے بالکل ڈھانچہ اس سے پہلے جو حکومتیں تھیں انہیں بنانا چاہئے تھا۔ ہم اس کو settlement کر جاتے لیکن اس پر پہلے کبھی بھی بات نہیں ہوئی اس حوالے سے جو ہمارے لوکل آفیسرز ہیں اس کے لیے اس اسمبلی میں اس سے پہلے بات نہیں ہوئی تھی۔ میڈم اسپیکر! اس لیے ہم اس چیز کو اٹھا رہے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے جتنے بھی لوکل آفیسرز ہیں۔ اُن کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے 18th amendment کے بعد اگر ہم law and order کی بات کرتے ہیں۔ law and order صوبے کا کام ہے لیکن ٹرانسفر پوسٹنگ اسلام آباد سے ہوتی ہے تو جب اسلام آباد سے ہوگی۔ تو پھر law and order وہ خود سنبھالیں پھر ہمارے جو لوکل آفیسران ہیں وہ جو شہادت دیتے ہیں اور مرعات وہ لے جاتے ہیں۔ تو اس حوالے سے تمام دوستوں نے جو بات کی یہ حقیقتاً ہمارے جتنے بھی لوکل آفیسرز ہیں ان کی سرپرستی صوبے میں کرنی ہوگی اس اسمبلی میں کرنی ہوگی کیونکہ جب ایسی چیزیں آتی ہیں ہمارے لوکل آفیسرز کسی سے بھی پیچھے نہیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ان کو موقع نہیں دیا جاتا thank you very much

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you. جی رحمت بلوچ صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ (وزیر صحت): thank you میڈم اسپیکر صاحبہ! actually یہ ایک بنیادی پوائنٹ ہے اور حکومت میں ہوتے ہوئے کچھ دوست point scoring کر رہے ہیں کہ حکومت نے کیا کیا ہے اس پر میڈم! ہم ایک مشترکہ resolution لی ہے جو کہ آپ کی اجازت سے پیش کیا جائے گا اس مسئلہ پر ایک محرکہ سردار عبدالرحمن کھتیران صاحب اور میر خالد لاگو صاحب اور میں ہوں تو اس پر ہم نے قرارداد بھی لی ہے جو معاہدہ ہوا ہے 1954ء میں اُس پر ہم تفصیل سے بات کریں گے۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے بالکل اُس پر ہم تفصیل سے بات کریں گے۔ جی یاسمین لہڑی صاحبہ this is the

last speech because I have to run the business

محترمہ یاسمین لہڑی: شکر یہ میڈم اسپیکر! بہت اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اور رحمت صاحب نے کہا ہے کہ قرارداد اس پر لا رہے ہیں میں سمجھتی ہوں۔ اس پر ہم قرارداد کو approve کریں جو 1954ء کی بات کر رہے ہیں۔ اُس میں جو agreement ہے 30% جو DMG گروپ کے ممبران ہیں اُس کے بدلے میں یہاں سے ہمارے آفیسران فیڈرل میں وہ مختلف ڈیپارٹمنٹس میں جائیں گے اب تک جو معلومات ہیں جو حقائق ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک officer single بھی جا کے فیڈرل میں سروس نہیں کر رہا ہے اور فیڈرل کے آفیسران جو وہ ہمارے صوبے میں سروسز دے رہے ہیں۔ جب حالات خراب ہوتے ہیں ہمارے جو وہی PCS آفیسران ہیں اُن سے کام چلاتے ہیں تو میڈم اسپیکر! میرے

خیال میں بہت ہی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے clear ہو گیا ابھی میں جی آغا صاحب آپ کا question تھا۔

سید آغا لیاقت علی: میڈم اسپیکر! میں ایک point کہنا چاہتا ہوں چونکہ یہ بحث آگے نکل گئی ہے اس وقت بد قسمتی یہ ہے کہ پھر ہمارے محترم دوست آپ تو نہیں اٹھتے ہیں مجبوراً ہمیں پھر اٹھنا پڑھتا ہے یہ سوالات اس وقت چیف سیکرٹری بلوچستان وہ تقریباً سرکاری کاموں کے سلسلے میں یا اس کے سلسلے میں 20 دن اسلام آباد میں رہتے ہیں۔ اور 10 دن کوئٹہ میں تو سرکاری کام سرکاری کام سرکاری کام flie جتنے بھی ہیں وہ pending رہتے ہیں تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ گورنر بلوچستان نے بھی ایک سمری move کی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو کہ یہاں ایک ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی اسامی create کی جائے تاکہ جو روزمرہ کے کام ہیں یہ نکلتے جائیں تو آپ جو کمیٹی بنائیں گے اس میں یہ point بھی رکھا جائے کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کا جو گورنر بلوچستان نے ڈیمانڈ کیا ہے فیڈرل گورنمنٹ سے اس پر بھی غور کیا جائے تاکہ روزمرہ کے کام جو چیف سیکرٹری یہاں موجود نہیں ہوتا تو یہ کام بھی ہوتے جائیں۔

میڈم اسپیکر: سوال نمبر 347 سے متعلق جو جواب ہے اس پر تمام ایوان نے بڑی دلچسپی لی ہے اور شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے لہذا میں اس معاملہ کو مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی کی سپر د کرتی ہوں اور اس میں محرک آغا لیاقت صاحب اُسے بھی اُس کمیٹی کا ممبر بناتی ہوں خاص تاکہ وہ سوال کے حوالے سے چیزوں کو آگے بڑھائیں، زیارتوال صاحب کو اس کمیٹی کا ممبر بناتی ہوں، رحمت بلوچ صاحب چونکہ recently ابھی یہ لائیں گے آگے، اس سے پہلے ہی میں اُن کو کمیٹی کا ممبر بناتی ہوں اور سردار کھیتر ان صاحب آپ ہمیشہ اس پر بات کرتے رہے ہیں آپ کو اس کمیٹی کا ممبر بناتی ہوں اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں کمیٹی میں already بہت زیادہ ممبرز ہیں ایس اینڈ جی اے ڈی کے، اور مقصد ہے مسئلے کا حل۔ اور ہم کوشش کریں گے کہ مسئلے کا حل آجائے اور بڑے اچھے آپ کے تحفظات آئے ہیں۔ thank you very much۔۔۔ (مداخلت) آغا صاحب! ویسے رولز کے مطابق 30 دن کے اندر اندر کمیٹی نے جواب دینا ہوگا۔

سید آغا لیاقت علی: میڈم اسپیکر! اسمیں ایک گزارش ہے کہ آپ time fixed کریں کہ جی یہ اس time کے اندر ہو جائے کیونکہ اکثر کمیٹی بن جاتی ہے۔ پھر ہم ممبروں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ تو time دیا جائے،

میڈم اسپیکر: جی اس میں رول کے مطابق آغا صاحب 30 دن کے اندر اندر کمیٹی نے جواب دینا ہوگا جی ڈاکٹر صاحبہ۔
ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: صنم درانی، رخسانہ احمد علی اور اپنی ٹیم کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہیں ہم اُن کو welcome کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی National Commission on the status women محترمہ صنم درانی صاحبہ

، رخصانہ صاحبہ اور باقی ممبر جو خواتین یہاں تشریف رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر شمع، میری اور پوری ہاؤس کی طرف سے انہیں welcome کرتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔ محترمہ یاسمین لہڑی صاحبہ آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

محترمہ یاسمین لہڑی: کیا وزیر توانائی ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ معزز فاضل اراکین اسمبلی نے اپنے فنڈ سے اپنے حلقہ انتخاب میں بجلی کی اسکیمات کے لیے فنڈز مختص کیے ہیں لیکن واپڈا نے جون 2013 سے تاحال مذکورہ اسکیمات کو مکمل نہیں کیے ہیں۔ جبکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کی جانب سے فنڈز واپڈا کو بروقت ریلیز بھی ہوئے ہیں لیکن تاحال واپڈا نے بجلی کی اسکیمات کو مکمل نہیں کیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے محکمہ انرجی نے اس سلسلے میں اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں۔ نیز محکمہ انرجی نے متبادل انرجی فراہم کرنے کے لیے کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ اور بلوچستان کے کن کن اضلاع میں متبادل انرجی کی سہولیت فراہم کی ہے تفصیلات فراہم کی جائیں۔

میڈم اسپیکر: محترمہ یاسمین لہڑی صاحبہ نے اپنا call attention notice پڑھا اس پر already محکمے نے جواب دیدیا ہے۔ return میں اور تمام اراکین اسمبلی تک پہنچ گیا ہوگا۔ محترمہ آپ کے محکمے نے return میں جواب دیدیا ہے۔

محترمہ یاسمین لہڑی: میڈم اسپیکر! بالکل جواب return میں پہنچ گیا لیکن اس کا جواب بالکل تسلی بخش نہیں ہے یہاں یہ کہا گیا کہ اسکیمات میں بالکل تاخیر ہے۔ لہذا کیسکو اسکیمات کی بروقت تکمیل نہیں کر سکی ہے جن کی تفصیل معزز رکن اسمبلی کو منسٹر انرجی کے چیئرمین میں فراہم کر دی جائے گی۔ اگر منسٹر کے چیئرمین میں تفصیلات مجھے فراہم کر دی جائے گی تو پھر سوال بھی مجھے منسٹر کے چیئرمین میں جمع کرنا چاہیے تھا۔ میں نے یہاں question کیا توجہ دلاؤ نوٹس جو جمع کروایا ہے۔ تاکہ ہم سب معزز اراکین وہ اس مسئلے و جوہات کو جان سکیں تو یہ بالکل بھی satisfactory جواب نہیں ہے اور دوسرا میرا یہی تھا کہ متبادل انرجی کے حوالے سے ہم نے کیا پالیسی adopt کیا ہے ادھر بھی اس کو بالکل محدود کیا ہوا ہے۔ کہ معزز اراکین اسمبلی نے اپنے حلقہ انتخاب کے اضلاع میں فنڈز مختص کیے ہیں جن کی تفصیل معزز رکن اسمبلی کو انرجی منسٹر کے چیئرمین میں فراہم کر دی جائے گی۔ تو میڈم اسپیکر! یہ بالکل satisfactory جواب نہیں ہے جو سوال میں نے اسمبلی فورم پر اٹھایا ہے اس معزز ایوان لہذا مجھے اس کا satisfactory جواب یہاں چاہیے کہ جوہات کیا ہیں اور ہماری پالیسی کیا ہے alternate energy کے حوالے سے۔

میڈم اسپیکر: ok thank you جی زیارتوال صاحب آپ اس پر!

وزیر تعلیم: شکر یہ میڈم اسپیکر! یہ جو معزز رکن نے question جو کیا بنیادی طور پر کیا ہے کہ کیا یہ دوست ہے کہ معزز

اراکین اسمبلی نے اپنے فنڈ سے یہ اپنے فنڈ کے بجائے اُن کے حلقوں میں بجلی کے جو فنڈز ہیں۔ ان کے اپنے فنڈز ہمارے MPA,s کے اس حوالے سے نہیں ہوا کرتے ہیں۔ اُن حلقوں میں جو بجلی کے فنڈز ہیں یا بجلی کی اسکیما ت ہیں اس کو درست کر کے باقی جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ اُن کا جواب ہے اور اُسکی مزید تفصیل چونکہ منسٹر نہیں ہے وہ دینا چاہیں گے تو وہ پھر دیدیں گے۔

میڈم اسپیکر: یا سمن صاحبہ چونکہ توجہ دلاؤ نوٹس کا concern جو ہوتا ہے کہ ایک تو آپ کا سوال میں اپنا فنڈ کا اس کو amend کریں اور جی جی please

وزیر صحت: میڈم اسپیکر! دیکھیں منسٹر صاحب جب جواب دینگے۔ جو سوال ہے اس کی بنیاد ہی مشکل ہے کیسکو totally ایک collapse ادارے کا شکل اختیار کر چکا ہے۔ 2013ء سے ابھی تک بہت سارے میٹنگز ہوئی ہیں۔ میٹنگز میں بھی غلط briefing جو list provide کہ جی یہ ساری اسکیم hundred پرسنٹ complete ہیں۔ سراسر غلط بیانی اور نقص کارکردگی پر آپ برائے کرم رولنگ دیں یہ عوامی اجتماعی مفاد ہے اور یہ اجتماعی کام ہے ایک کام ہے جو آپ کسی village کو بجلی provide کر دے۔ کسی گھر میں light جلے گی تو اُس میں دیکھیں ہمارے اسکولوں کے بھی connection ہیں ہمارے کالج بھی ہیں میرے ڈگری کالج کے 2015ء سے الگ فیڈر کے فنڈ جمع کئے ہیں۔ آج تک 0% work done ہے تو اس طرح سارا جو نقص کارکردگی ہے۔ یا تو کیسکو چیف کو آپ رولنگ دیں یہاں بلا لیں اور فنڈز ل گورنمنٹ کو direct کریں کہ کیسکو کے خلاف کارروائی کریں۔ آپس میں ملی بھگت ہے ٹھیکیداروں کے ریٹوں پر لڑائی ہے عدالت کوئی ادھر یہ اُن چیزوں کو میرے خیال میں ہم عوامی لوگوں کو جو عوامی نمائندے ہیں۔ ہم تھک چکے ہیں لوگوں کو یقین دہانی کرا کر ا کے ابھی لوگ یقین نہیں کر رہے ہم پر میرے 15 کروڑ کے project ہیں بجلی کے work done 0% ہے اس طرح تمام ممبران یہاں بیٹھے ہیں آپ ایک ایک سے پوچھیں سب کے حلقہ انتخاب میں جو constancy bass پر دی ہیں اسکیم وہ بالکل اُن کی work done کوئی نہیں ہے 0% performance اس پر آپ رولنگ دیں اور کیسکو والوں کو بلائیں۔

میڈم اسپیکر: جی مجید اچکزئی صاحب

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر صاحبہ! رحمت صاحب نے بہت بڑی آچھی بات کہی ہے جو ہم نے اپنے حلقوں کیلئے فنڈز مختص کئے ہیں 2013 میں ہم نے فنڈز دیے اس پر کام نہیں ہو رہا ہے اور بالکل کیسکو کنسٹرکشن میں کرپشن اپنی peak پر ہے مطلب آپ اندازہ لگائیں کہ وہ جب یہ پوڑ لگاتے ہیں اس کیلئے جو وائر وہ لگاتے ہیں اس کے ڈسٹنس میں وہ کیا کیا تماشے نہیں کرتے ہیں مطلب اگر آپ ایک گاؤں کو بجلی دینگے وہ آپ کو جو اسٹیٹس دینگے وہ کسی ایم پی اے یا کسی منسٹر کی

بس کی بات نہیں ہے 2013 میں ہمارے ضلع میں ہم نے اسکیمیں دی ہیں ابھی تک کمپلیٹ نہیں ہیں اور اتنی بڑی کرپشن کیسکو میں اور اتنے نالائق لوگ چار سالوں سے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی ہل بھی رہا ہے کمال یہ ہے ابھی آپ اندازہ لگائیں کہ برف باری کے سیزن میں جو پول گرے ہیں ہمارے ڈسٹرکٹ میں ابھی تک وہ لگے نہیں ہیں دوسری برف باری آرہی ہے مطلب ابھی تک وہ گھر جو برف باری میں جو پول گرے ہیں ابھی تک وہ نہیں لگے ہیں۔ کنسٹرکشن ہے واپڈا ہے کیسکو کا چیف ہے پتہ نہیں کیا ہے جاتے ہیں ہو جائیگا کل نہیں پرسوں ہو جائیگا میڈم اسپیکر! اس میں دوسرے بات دیکھیں یہ ہر تین چار مہینے بعد جو پولز یہ ٹرانسفا مرز کا جو ریٹروائز کرتے ہیں یہ بالکل آپ اندازہ نہیں کر سکتے ہیں کہ وہی ٹرانسفا مرز 50KV کا 100 KV کا وہ سین کمپنی سے یا باقی کمپنی سے کتنا کا پرچیز کرتے ہیں 5% ہم اس سے زیادہ دیتے ہیں مطلب ہماری بس کی بات نہیں ہے اور دوسری بات جو کہنا نہیں چاہتا ہوں جو الیکٹرک سٹی گھروں کے نام پر دیتے ہیں اور اپنی مائینز میں لے جاتے ہیں وہ لگ جاتی ہے ایک مہینے میں۔ مطلب بجلی جو ویلج ایبلکٹرشن کے نام سے تھے اور وہ اپنے کول مائینز کو دیتے وہ لگ جاتی ہے مگر جو ہم اپنے گھروں کیلئے گاؤں کیلئے مانگ رہے ہیں 2013ء کی ایک بات آپ دیکھ لیں ان کی ریکارڈ منگوا لیں 2013 میں ایک ایم پی اے اپنے علاقے میں فنڈ دے رہے تھے اور وہ پانچ سال بعد 2018 میں نیکسٹ الیکشن میں جا رہے ہیں اس کے حلقے میں بجلی نہیں ہے اور آپ دیکھ لیں دوسری برف باری تک یہ پول کھڑے نہیں ہونگے۔ شکر یہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر:۔۔۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میڈم اسپیکر! اس میں یا سیمین صاحبہ کی جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے گزارش یہ ہے کہ اسی پر سندھ اسمبلی میں بڑا ہنگامہ ہوا تھا اس نے کہا کہ جی کوئی بی بی تھی اس کو کہا کہ جی آئیں آپ کو چیئرمین اس کا جواب دیدینگے۔ اس نے کہا تم اپنی ماں بہن اور پتہ نہیں کیا کیا بولا تھا آپ کے علم میں ہے پھر وہ معافیاں اور زررداری اور اس کی بیٹیوں نے اس کو فوس لے لیا۔ یہ یہاں بھی وہی کارروائی ہوئی ہے کہ جی منسٹر کے چیئرمین میں۔ منسٹر خود میرے اس کارڈ کا لکھ لیں کہ دو چار دن نہیں چار میں آیا ہوگا پھر وہ تشریف ہی نہیں لاتا ہے ایک بات تو یہ ہے، دوسری مزے کی بات یہ ہے کہ وہ خود ڈریٹری پنچر اس پر رو رہی ہیں کہ ہمارے کام نہیں ہوئے۔ میں یہاں ایک چھوٹی سی معلومات آپ کو میڈم اسپیکر شیئر کروں کہ کیسکو میں چیف تو بیٹھا ہوا ہے وہ تو سرکاری ملازم ہے باقی بورڈ آف ڈائریکٹرز وہاں بنے ہوئے ہیں جو مختلف پارٹیوں سے بانٹی گئی ہیں ایک ایک پارٹی کا ہے تین بورڈ آف ڈائریکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں مسلم لیگ کا ہے پشتونخواہ میپ کا ہے اور نیشنل پارٹی کا ہے اچھا ان کا ایک عرصے کیلئے میرا خیال سے ایگریمنٹ ہوا تھا سپر سیڈ کر گئے ہیں ڈیڑھ دو سال ہو گئے ہیں کہ وہ ان ایشلی illegal طور پر ابھی تک وہ پوسٹیں ہولڈ کر رہی ہیں اب ہم یہاں اگر کیسکو چیف کی شکایت کریں گے کیسکو چیف کو اتنا محدود کر دیا گیا ہے اور راج نہیں ہے یہ کیسکو چیف کی پوزیشن یہ ہے کہ پہلے تو آرمی سے آتی رہیں بریگیڈیئر فلاں میں تو ان کو حوالدار کہتا تھا تو وہ پہلے وہ سارے

اب جو موجودہ چیف بیٹھا ہے انرجیک ہے کام والا ہے لیکن اس کو اتنا محدود میڈم اسپیکر! آپ مجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتی ہیں آپ کے فنڈ بھی آپ نے مہربانی کی تھی مجھے فنڈ زد یے تھے وہ جو بورڈ آف ڈائریکٹرز ہیں وہ ٹرانسفر بھی وہ پر چیز کر رہے ہیں کبے بھی وہ پر چیز کر رہے ہیں تاریخ بھی وہ پر چیز کر رہے ہیں برف میں گر جائے یا دھماکے سے اڑ جائے تو اس چیف کو، اس غریب کو اتنا محدود کر دیا گیا ہے کہ وہ بل بھی نہیں سکتا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ میں اسمبلی کے علم میں یہ لا رہا ہوں اور ان کے اپنے علم میں ہے کہ وہ اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں جو بورڈ آف ڈائریکٹرز بیٹھے ہیں لہذا مہربانی کر کے وہ کرسیاں چھوڑ دیں بلے یہ انکی جگہ پر دوسرے لے آئیں کیونکہ ابھی ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں لوگ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ اگر یہ اسمبلی اپنی عمر بھی پوری کرتی ہے جیسے چاند عمر پوری کرتی ہے تو بھی اس کے میرے خیال ہے کوئی چھ، سات، اٹھ مہینے ہیں تو میری گزارش ان سے یہ ہے کہ اپنے نئے نام دیدیں اپوزیشن کو نہ دیں وہ بورڈ آف ڈائریکٹرز جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں نئے نام دیں مرکز سے آرڈر کرالیں انرجیک لوگ لے آئیں تاکہ ان کے حلقوں میں کام ہو یہ جو فنڈ ہیں جن کے حلقوں میں ہیں پی ایس ڈی پی میں یا جس طریقے سے یا سیمین بی بی نے کہا کہ ہمارا فنڈ ان کا ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب ہو گیا آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

سردار عبدالرحمن کھیمتران: کانسٹیبل اس میں آپ رولنگ دیدیں کہ یہ جو معیاد پوری کر چکے ہیں یہ مہربانی کر کے کرسیاں چھوڑ دیں اور نئے لوگ آ جائیں تاکہ یہ کام چل پڑے۔ شکر یہ میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ بھئی یہ بحث در بحث۔ جی مجید صاحب۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: ہم سردار صاحب کا نام بڑے احترام سے لیتے ہیں وہ بائی نیم ہمیں پکارتے ہیں تو فلاں ہے فلاں۔

میڈم اسپیکر: تو خواتین خود کہیں۔ (مداخلت) مجید صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ انہیں خود کہنے دیں۔ یا سیمین صاحبہ ایک منٹ۔ پلیز پہلے میں اس کو کنکلوڈ کروں پھر آپ کو جی رحیم صاحب

وزیر تعلیم: یہ ہے با آدب بالنعیب بے آدب بے نصیب۔ ابھی جو جس پر لاگو ہو رہا ہے وہ جانے اس کا کام جانے۔ میڈم اسپیکر: نہیں رحیم صاحب یہ تو آپ نے بالکل وہ خواتین کو اس سے نکال دیا ہے۔

وزیر تعلیم: نہیں نہیں اسکی بات نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آدب سے نہیں پکارتے ہیں اسکا علاج ہمارے پاس کیا ہے۔ میڈم اسپیکر: نہیں دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اس پر ابھی یا سیمین صاحبہ میں آپ کو میں رولنگ سے زیارتوال

صاحبہ پلیز کنکلوڈ کر لیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے

وزیر تعلیم: بجلی اور کیسکو کے حوالے سے دوستوں کی جو شکایات ہیں اس کے حل کا واحد راستہ ہے عید نزدیک ہے کس

طریقے سے کیا جاسکتا ہے اپنے چیئرمین میں آپ ان کو بلائیں اور جن جن دوستوں کے یہ شکایات ہیں اور جو جو کام باقی ہیں ان کو بلا کے (مداخلت) مطلب ہر چیز کا ایک طریقہ ہوا کرتا ہے کیسکو کا چیف یہاں فلور پر آ کے آپ کو کیا بتا سکتا ہے تو اجلاس بلا کے جتنے دوستوں کی شکایات ہیں یہاں اجلاس کے علاوہ کمیٹی روم میں ان کو بلا کے سارے ایم پی ایز کو بلا کے جن کے شکایات ہیں وہ وہاں ان سے سوال کریں تحریر میں ان کو دیدیں کہ ان کے یہ کام اس وقت تک کیوں التوا میں ہیں۔

میڈم اسپیکر: میں اس پر ضروری بات کہنا چاہوں گی (مداخلت) میں آپ سے یہی کہنا چاہ رہی ہوں جی (مائیک بند) نہیں تو پھر اور کیا کریں محمد خان لہڑی صاحب پلیز۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: میڈم اسپیکر! جیسے تمام دوستوں نے کہا جو پرائیوٹ پلازے ہیں وہ انکی بجلی دو دن میں لگ جاتی ہے باقی جو اسکیمات ہیں۔

میر محمد خان لہڑی: کیونکہ اس میں میرے حلقے کے تقریباً 27 کروڑ روپے میں نے بجلی کیلئے رکھے ہیں تو انہیں ایک ایشویہ ہے کہ یہ تو کام اسٹارٹ تھے وہاں دو ٹھیکیدار ہیں وہ کورٹ میں گئے تھے اسی وجہ سے یہ ایک سال ہوا ہے یہ زیر التوا کا شکار ہوا ہے ابھی کورٹ نے فیصلہ کر دیا ہے ابھی ان ٹھیکیداروں نے کام شروع کیا ہے لیکن یہ مسئلہ پہلے کورٹ میں چل رہا تھا یہ کیسکو والا اس لئے یہ ڈیلے ہوئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: منظور صاحب میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے۔ آپ لوگ بغیر اجازت کے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں پلیز محمد خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ منظور میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ اسلام بلوچ صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے یہ لاسٹ پوائنٹ ہے۔

حاجی محمد اسلام: میڈم میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ میرے انریبل ممبر کہتے ہیں کہ کمیٹی بنا دیں اور چیف کیسکو صاحب کو یہاں بلائیں میرے خیال میں 2013ء کے بعد کافی دفعہ ڈاکٹر مالک کے زمانے میں تین چار دفعہ ہماری اس کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ اس کے بعد نواب صاحب نے تین چار دفعہ میٹنگ کی لیکن میٹنگ کا کیا فائدہ رزلٹ ہی نہیں ہے ابھی جب ہم جاتے ہیں وہاں چیف صاحب سے بات کرتے ہیں 15-14-2013 کے ہمارے پیسے اور اسکیمات ہیں آج تک ہمارا کوئی بھی کام مکمل نہیں ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر: تجویز دیدیں کیا کریں۔

حاجی محمد اسلام: تو اس لئے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے ابھی جتنی ہماری اسکیم ہیں آج تک کوئی بھی مکمل نہیں ہوئی ہے اچھا اس سے دوسری بڑی بات یہ ہے ہم پیسے جمع کرتے ہیں وہاں جتنی ہماری پولیس اسٹیل کے ہیں جب کچھ ہمیں مل جاتا ہے وہاں آتے ہیں دیکھتے ہیں وہ سارے سینٹ کے ہیں ابھی ان کی قیمت میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن چارج جو ہم لیتے ہیں

اسٹیل کے وہاں جا کے ہمیں دیتے ہیں یہ تو ایک بہت بڑا ایشو ہے ہمارے جتنے بھی ممبرز ہیں kindly اس کو ذرا تاکید کر کے اس کو بلا کے بولیں

میڈم اسپیکر: کھوسہ صاحب this was last one آپ کا پوائنٹ انشاء اللہ ابھی I am giving the ruling جی ٹھیک ہے آپ کا نام بھی آ گیا آپ بھی اس میں شامل ہیں۔ کھوسہ صاحب بولیں۔

میرا نظہار حسین کھوسہ: بات تو سب نے کر لی اس پر بہت شکریہ اسپیکر صاحبہ۔ جس طرح یہ بتایا گیا ہے واقع میں یہ سفید ہاتھی ہے ہمارے ہاں تو بہت بڑا ظلم ہے آپ نصیر آباد، جھل مگسی، صحبت پور اور جعفر آباد دیکھ لیں 2013-14-15-16 کے ٹرانسفرز میں ہمارے 8 کروڑ روپے رکے گئے۔ ٹرانسفر میں الیکٹریٹیٹی ہے ایکٹریٹی ہے وائیڈز ہے جب بھی جاتے ہیں بہلا پھسلا کے بچوں کی طرح ہمیں گنوا دیتے ہیں کہ بھئی آ رہے ہیں کل آ رہے ہیں پرسوں آ رہے ہیں عید سے پہلے آ رہے ہیں عید کے بعد آ رہے ہیں بس یہی سنتے آ رہے ہیں کیسکو چیف صاحب اور یہاں وہ بیٹھتے نہیں ہے ان کو تو اسلام آباد اور کراچی کی فکر ہوتی ہے یہاں تو ان کو بیٹھنا نہیں ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا ہم مسئلہ ہے غریبوں کیلئے اور بہت بڑی تکلیف ہے اسپیکر صاحبہ! اس پر رولنگ دیں ان کو بلا لیں پھر ہمیں بہلا پھسلا کے چلے جائیں گے جیسے پچھلی دفعہ وہ آئے تھے یہاں۔ تو بڑی سختی سے پوری اسمبلی میرے معزز ممبران سب تکالیف میں ہیں سب پریشان ہیں اور ہمارے ہاں تو اسپیشلی جعفر آباد نصیر آباد میں سخت گرمی پڑتی ہے وہاں اتنی جو ہم فنڈنگ کرتے ہیں گورنمنٹ فنڈنگ دیتی ہے اس کے باوجود دس سالوں میں اگر ہمارے پاس نہ ٹرانسفر مر آئے نہ بجلی آئی تو کیا فائدہ اس کا اس کے علاوہ اسپیکر صاحبہ! وہ میں نے پہلے بھی اس چیز پر کہ وہاں بھتہ خوری سسٹم ہے بھتہ خوری چلتی ہے ایک وہ اپنا لائن لاسز بتاتے ہیں ایک فیڈر سے وہ ایک کروڑ روپے کماتے ہیں آپ چلیں کوئی کمیٹی بنائیں میں آپ کو دکھا دیتا ہوں وہاں اوسٹہ محمد، ڈیرہ اللہ یار، صحبت پور، نصیر آباد، اور جھل مگسی۔ بہت بڑی تکلیف میں ہیں وہاں عام کاشت کار ہیں وہاں زمیندار ہیں بہت ہی پریشانی کی حالت میں ہیں تو اس پر رولنگ دیں مہربانی کر کے اس کو بلا لیں۔

محترمہ یاسمین اہڑی: آپ رولنگ دینے جارہی ہیں میرے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ واپڈا تقریباً فیل ہو گئی ہے سرورسز وہ نہیں دے سکی تو جو ہماری انرجی ڈیپارٹمنٹ ہے اس نے کیا الٹرنیٹ انرجی پالیسی ایڈاپٹ کی ہے کیونکہ ہم نے لوگوں کو ریلیف دینا ہے واپڈا پھر یہ کہے گی چار پانچ سال گزر گئے مزید دس سال گزر جائیں گے لیکن ہمیں الٹرنیٹ انرجی کی طرف جو پالیسی ہم نے ایڈاپٹ کی ہے نہیں کیے ہیں تو کرنے کا ارادہ ہے اس پر ہم نے وہ میرے خیال میں سوچنا پڑیگا۔

میڈم اسپیکر: جی آپ کا پوائنٹ بہت ہی important ہے تمام معزز اراکین اسمبلی کی جانب سے جو محترمہ یاسمین اہڑی کے کال اٹینشن نوٹس پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے کہ ان کے جواب سے اور کیسکو کی کارکردگی سے اور مختلف تجویز اور اپنے علاقے کے حوالے سے انہوں نے شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے تو جس طرح سے گورنمنٹ اور اپوزیشن سائیڈ سے بھی یہ

رائے آئی ہے کہ کیسکو چیف کو میرے خیال میں میرے سے پہلے بھی جو اسپیکر تھے اور ابھی بھی کافی دفعہ انہیں بلایا انہوں نے بریفنگ دی انہوں نے وعدے کیے انہوں نے بتایا کہ میں یہ سارے کام کر چکا ہوں لیکن یہ بار بار کیونکہ ہم رول کے مطابق جاتے ہیں رول میں ہمارے پاس یہی ایک مکینزم ہے کہ ہم انہیں بلائیں جس طرح رحیم زیارتوال صاحب نے بھی کہا کہ وہ چیئرمین میں جاتے ہیں یا آپ الگ سے اپنی کمیٹی میٹنگ میں بیٹھ جائیں تو زیادہ بہتر ہے عید کے بعد آپ سب کی رائے سے میں معزز اراکین کے لئے بریفنگ کا اہتمام کرونگی اور اس میں تمام اپنے وائٹ پیپر ز وہ آپ لے کے آجائیں تاکہ دوسری پارٹی کو بھی اپنے ایکسپلان کرنے کا موقع ملے کہ کہاں کہاں کیا چیز ہے اور وہ کس طرح سے ہے ہمارے معزز اراکین کے تحفظات کا جواب دینگے تو انشاء اللہ عید کے بعد کیسکو چیف کمیٹی روم میں آئیں گے اور آپ کے تمام تحفظات کا جواب دیں گے۔

میڈم اسپیکر: محترمہ شاہدہ رؤف صاحب آپ اپنی call attention notice سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: thank you اسپیکر صاحبہ! توجہ دلاؤ نوٹس۔ کیا یہ درست کہ consolidated fund کا بیلنس تقریباً دو ارب رہ گئے ہیں اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے ذرائع کے مطابق نو ماہ میں ایک ارب اور بارہ دن میں 42 ارب روپے خرچ ہوئے ہیں اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس صورتحال میں صوبائی حکومت کو اور ڈرافٹ لینا پڑیگا جس پر ہر گھنٹے کے بعد انٹرسٹ (سود) ہوگا نیز اتنی کثیر رقم نکالنے کی کیا وجوہات ہیں اور یہ رقم کہاں خرچ ہوئی مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں۔

میڈم اسپیکر: چونکہ وزیر خزانہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہے ان کی طبیعت خراب ہے اور انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہوئی ہے اسمبلی کو تو میں محکمہ مالیات میں جو فنڈس ڈیپارٹمنٹ ہے محترمہ آپ تک چونکہ وہ جواب لیٹ آیا ہے اور جواب آپ تک تحریری پہنچ گئی ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: جی جواب بالکل اسپیکر صاحبہ! یہ ایک سیکنڈ پہلے مجھ تک پہنچی ہے۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی بالکل ابھی مجھ تک بھی پہنچی ہے چونکہ ہم اس پر پرنٹ نہیں کر سکتے تو میں اسمبلی کو فی الحال بتا دوں کہ چونکہ یہ ابھی میرے پاس بھی پہنچی ہے اور جو باقی ممبران کو اس کا جواب جو نوٹسٹیٹ ہے وہ نہیں مل سکی ہے تو محرکہ کو مل چکی ہے تو آپ بتائیں آگے کیا اس کا آپ جواب سے متعلق اور کوئی سپلیمنٹری ہے یا کچھ آپ۔۔۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: سب سے پہلے میں تو ایک point یہ raise کرنا چاہوں گی اسپیکر صاحبہ! جس دن میں نے یہ point of order پر raise کیا تھا آپ کی اپنی یہ رولنگ تھی کہ یہ بہت اچھا point ہے کیونکہ اس دن ہمارے وزیر خزانہ یہاں تشریف رکھتے تھے میں نے ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی لئے point of order پر یہ question کیا تھا انہوں نے کہا یہ آپ کی اپنی یہ کہنا تھا کہ یہ بہت اہم ہے اس کو question کی form میں لے

آئیں، جب میں توجہ دلاؤ نوٹس پر لے کے آئی تو ابھی آخری ہما اسیشن ہے اور منسٹر غائب ہے میں یہ کہہ رہی ہوں کہ میرے پاس اخبار ہے اس وقت 26 اگست کا جس کے فرنٹ پیج پر خبر چھپی تھی نومبر میں 42 ارب کیسے خرچ ہوئے، یہ مجید چکنز کی ایک بڑا نام ہے پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے اور یہ پی ایس سی کی جس دن میٹنگ ہوئی ہے یہ اس کی بعد کی بات ہے میں point of view سے ایک دن پہلے rise کیا ہے اس سے اگلے دن یہ میٹنگ ہوئی ہے جس میں یہ اخباروں کی زینت بنی ہے میں اس وقت اگر یہاں منسٹر صاحب ہوتے تو صرف ایک question یہ کرتی بلکہ اگر مجید چکنز کی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں جب کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے اس کے اندر آپ کے سرکاری افسران بیٹھے ہوتے ہیں کیا اس میٹنگ کے اندر آپ کا کوئی سیکرٹری بھی نہیں تھا جو آپ کو یہ بتاتا کہ آپ اتنی بڑی بات کر رہے ہیں تو وہ غلط ہے یا اتنا بڑا ایٹو ایک اخبار کی زینت بنی ہے آپ کی بلوچستان حکومت ایگزسٹ کرتی ہے جس کا ایک سپکو پرسن ہے کیا وہ ڈنائی نہیں کر سکا ایک لائن میں ایک جملہ کہہ کے کہ یہ سب غلط ہے یعنی چیزوں کو اتنا ٹائم کیوں دیا جاتا ہے کہ وہ ابہام پیدا کرتی چلی جائیں ابھی بھی جو یہ question کا answer آیا ہے میں بالکل سیٹیفائیڈ نہیں ہوں کیونکہ اس کے اندر جو بات کی گئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ نو ماہ کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی خرچہ بشمول فارن پراجیکٹس اور وفاقی گرانٹس جو بھی انہوں نے آگے دیا ہوا ہے If I am not دو سو دو ملین لکھا ہوا ہے شاید اگر میں نہیں یہ صرف میرے پاس ہے زیارتوال صاحب یہ ابھی ایک سیکنڈ پہلے مجھے ملا ہے۔

میڈم اسپیکر: ابھی پہنچا ہے زیارتوال صاحب میں اس کی آپ کو بتا چکی ہوں ابھی اس کی کاپی کر رہے ہیں ایک منٹ ہوا ہے تو کاپی میں ٹائم لگتا ہے، جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اسپیکر صاحبہ! یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس سے آنکھیں چھرائی جائے یہ گورنمنٹ کی ایک بہت اس کی ثبوتی میں آتی ہے میں حیران ہوں کہ گورنمنٹ کیوں اس کو ریپسٹ کرنے میں اتنی تاخیر کر رہی ہے آج یہ میرے پاس ایجنڈا دو دن پہلے آ گیا تھا کیا محکمے کو یہ موصول نہیں ہوا جو آپ during session answer آرہا ہے محکمہ اب تک کہاں سو یا ہوا تھا جو ابھی بھی ہم ان تمام پارلیمنٹین کو جواب پروائیڈ نہیں کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: محترمہ دیکھیں اس وقت وزیر موجود نہیں ہے چونکہ وہ اپنے محکمے کا وزیر جو ہوتا ہے، نہیں وہ آپ موقع دینگے پلیز! ایک منٹ میں آپ کو مواقع دیتی ہوں چونکہ وزیر نہیں ہے اور آپ ڈاریکٹ ہم گیلری میں بیٹھے سیکرٹریز کو ڈریس نہیں کر سکتے جواب ابھی آیا ہے ان کی طرف سے جواب دینے والا منسٹر اس وقت بیمار ہے ٹھیک ہے تو اس کو ہم next اس کے لئے کر سکتے ہیں کیونکہ آپ جواب سے بھی مطمئن نہیں ہیں آپ دوبارہ اس کو next session اس کے لئے this is the last day آپ کا اچھا سوال ہے آپ اسے لائیں تاکہ منسٹر اسمبلی کے اندر ہی he is the responsible آپ کو جواب دینگے آپ اس سے تسلی بخش ہوتی ہیں یا نہیں وہ اس کا طریقہ کار یہ ہے تو یہ تو آپشن ہے میں آپ کو مواقع دیتی

ہوں اگر آپ سمجھتی ہیں کہ یہ مناسب ہے تو میرے خیال میں کیونکہ اس کا جواب منسٹر نہیں ہے کیسے دینگے ہم لوگ آپ کو جواب ---

محترمہ شاہدہ رؤف: نہیں نہیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ---

میڈم اسپیکر: نہیں آپ نے بات کر لی لیکن تحریری جواب ہے اب آپ کے سوال در سوال کا جواب بھی منسٹر ہی دینگے ویسے گورنمنٹ کو میں موقع دے رہی ہوں ابھی لیکن آپ کو میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں تو باقی آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بالکل، I am agree لیکن پر اہم یہ ہے کہ یہ جو آپ نے توجہ دلا ونوٹس کا آغاز کیا ہے میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ ہم اس کے رزلٹ حاصل نہیں کر سکتے تو خدا راہ جب ہم point of order پر بات شروع کرتے

ہیں ---

میڈم اسپیکر: یہ ہر اسمبلی میں ہے، جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: تو میرے خیال میں اس کو اسی وقت Take up کر لینا چاہیے اس وقت منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے تھے ---

میڈم اسپیکر: منسٹر صاحب کو معلومات اس وقت نہیں تھی کیونکہ ایک سنڈل point of order پر you can not asked a saden question آپ سمجھتی ہیں اس چیز کو we can no asked a minister

the his to prepare he his to prepared answer تو وہ آپ کا اچھا سوال ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بہر حال اسپیکر صاحبہ! I am not agree میں اس سے سیٹھائی نہیں ہوں۔

میڈم اسپیکر: جواب سے آپ سیٹھائی نہیں ہیں

محترمہ شاہدہ رؤف: جی میڈم۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی زیارتو ال صاحب آپ جواب دینگے۔

وزیر تعلیم: توجہ دلا ونوٹس جو دیا گیا اگر آپ اس کو پڑھ لیں گے کیا یہ درست ہے consolidated fund

میڈم اسپیکر: سیکرٹری صاحب یہ جواب کی فوٹو کا پیز جلد از جلد کرائیں تمام ممبرز کو دیں، جی۔

وزیر تعلیم: consolidated fund کا بیلنس کونسا consolidated fund یہ جو لکھا ہوا ہے یہ وفاق

میں بھی ہوا کرتا ہے یہ پرائس میں ہوا کرتا ہے جو پیسے ہمارے پاس آجاتے ہیں صوبے کے پاس جس جس بھی مد آجاتے ہیں

اس کو یا تو پرائونٹل آئینی پریوژن ہیں consolidated fund ہے یا فیڈرل وہ ہے یہاں اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے پھر

یہ اٹھ یا مہینے پھر 45 پھر فلاں فلاں تو اس طرح کی غیر واضح question اگر آپ کے پاس کوئی فیگرز ہیں date wise

ہے تو آپ لے آئیں صرف اخبار کی بیان پر اس قسم کے سوالات نہیں کیے جاسکتے آپ کے پاس اس کا پورا وہ ہونا چاہیے اب میں کیا جواب دوں گورنمنٹ کی حیثیت سے کہ کوئی فنڈ کی بات کر رہے ہیں پرائونٹل کی یا فیڈرل کی ہے کس کی ہے یہ فنڈ۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: میں آپ کو ٹائم دوں گی ایک منٹ جی۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: کیا وہ انہی پارٹی کا وہ بندہ نہیں ہے جو پی ایس سی کا چیئرمین ہے۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آگیا ہے ٹھیک شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: عبدالرحیم زیارتوال صاحب خود کہتے ہیں کہ میں کس کو مانو کیا جواب دوں آپ پرائونٹل۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم: معلومات کیا ہیں اس پر بات کرینگے اخبار کی اس پر نہیں جاسکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب کا صرف کہنا یہ تھا کہ آپ صرف پرائونٹل word لکھ دیتیں تو مناسب ہوتا، جی مجید اچکزئی صاحب۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! یہ کافی دنوں سے یہ پیپر زکی زینت بنی ہوئی ہے پی ایس سی کی میٹنگ کے بعد کہ یہ ایک ارب نو مہینے میں اور فلاں اور اس کو ایک سیاسی ایٹھ بھی بنایا گیا ہے میں کل ادھر جیل میں پڑھ رہا تھا کہ ہمارے سابقہ منسٹر بی ڈی اے بسم اللہ کا کڑ کا بھی statement تھا کہ صوبے میں یہ ہو رہا ہے کیا صوبے کے عوام کو پتہ نہیں ہے کہ اس کے اوپر دس سال کی پابندی ہے اور کروڑوں روپے کا جرمانہ ہے اور وہ پانچ سال جیل میں نہیں تھا پی ایس سی کی میٹنگ آپ دیکھ لیں میں محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ کو بھی یہ کہوونگا کہ پی ایس سی میٹنگ میں question raise ہوتے ہیں ایز پی ایس سی چیئرمین کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ money اتنی period میں نکلی ہے اور یہ استعمال ہوئی ہے یہ اخبار والے تو ہیڈ لائنز دیدیتے ہیں وہ تو ان کی مرضی ہے کیونکہ ہمارے پاس اس کی آزادی ہے دوسری بات یہ ہے میڈم اسپیکر! فنانس ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا گیا ہے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ پچھلے فنانشل ایئر میں انہوں نے لاسٹ ریلیز کتنی amount کی کس کس ڈیپارٹمنٹ کو کی ہے یہ تو آجائیکا سیکرٹری فنانس بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ کہنا مطلب کہ میں اس کو لیٹن گورنمنٹ کا حصہ ہوں اور اس کو لیٹن گورنمنٹ کا اپنا ہی نمائندہ وہ ان پر گواہ ہے یہ غلط بات ہے کرپشن کی بات اگر آپ کرپشن کی بات کریں تو این ایف سی کی ایوارڈ کے بعد جو تماشہ آپ کو ایک مہینے بعد نظر آئیگا وہ پھر آپ بھول جائینگے آپ ذرا پی ایس سی کو اپنا کام کرنے دیں میں نے اس فلور پر بھی کہا ہے پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں آپ پی ایس سی کو کام کرنے دیں ہم آپ کو بتائینگے کہ 2009ء میں این ایف سی کے ایوارڈ کے بعد جو ڈیٹ کی رپورٹ آرہی ہے جو ابھی تک آئی ہے کیا ہوا ہے اس میں میرا وعدہ ہے اس فلور پر ہر ممبر سے کوئی بات نہیں چھپائی جائیگی مگر اس کو اپنی سیاسی اس میں نہ لیا جائے مولانا واسع صاحب یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ موجودہ گورنمنٹ کرپشن کے بیچ پر ہے پھر تو بات قلعہ سیف اللہ اور ہندو باغ میں بہت بڑے پیمانے پر کام

ہو رہا ہے آڈیٹ کی ٹیم جو کر رہی ہے کیا فرق پڑتا ہے ہندو باغ یا مسلم باغ میں ہندو باغ کہوں گا بس that's my right یہ میرا right ہے یہ نام بھی ہندو باغ ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب please بیٹھ کے گفتگو نہ کریں۔۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں میڈم اسپیکر! اچھا میں اس فلور پر کہتا ہوں۔

میر محمد عاصم کر دیلو: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: وہ بات کر رہے ہیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں اپنی بات کر رہا ہوں نہیں آپ کیوں دے رہے ہیں میں اپنی باری complete

کروں آپ مجھے بات کرنے دیں پھر جواب دیدیں (مداخلت۔ شور)

میڈم اسپیکر: گیلو صاحب ان کو پہلے complete کرنے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتی ہوں آپ بیٹھیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں آپ نے نیا تماشہ بنا دیا ہے کہ ہم دیکھ لیں آپ کو کسی، مجھے تو اپنی بات complete

کرنے دیں نہیں میڈم اسپیکر! یہ فلور آپ نے کس کو دیا ہے پہلے فائل کر لیں۔۔۔۔ (مداخلت، شور، مائیک بند) بہت کچھ

سامنے آ رہا ہے، فنانس کا پچھلا ٹور بھی آ رہا ہے آپ چھوڑ دیں بات for God sake۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب ایک منٹ گیلو صاحب آپ ضرور اپنی بات کریں۔۔۔۔ (مداخلت، شور، مائیک بند)

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں میڈم اسپیکر! آپ نے فلور کس کو دیا ہے، نہیں آپ اگر مجھے چھوڑ دیں میں اپنی بات

کروں۔۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب ایک منٹ میں نے آپ دیا ہے ایک منٹ ٹھہریں آپ، آپ لوگ please بیٹھیں ایک

دفعہ انہیں complete کرنے دیں۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند) چلیں گیلو صاحب جی مجید صاحب please آپ

اپنی بات کر لیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! آپ دیکھ لیں گورنمنٹ، یہ والی گورنمنٹ پچھلے ڈھائی سال والی یا اس سے

پہلی والی گورنمنٹ دیکھیں پی ایس سی میں یہ ڈیٹا سائیڈ ہو چکی ہے کہ ہم نے دو گورنمنٹس کے ٹینور کا پریڈ لینا ہے for God

sake just late me میں بات کر رہا ہوں۔۔۔۔ (مداخلت، مائیک بند)

میڈم اسپیکر: گیلو صاحب ایک دفعہ انہیں complete کرنے دیں، ٹھیک ہے مجید صاحب please آپ نام

نہ لیں آپ کی مجھے پی ایس سی کی کمیٹی کی۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں open hand نہیں ہے میرے پاس

open hand ہے میڈم اسپیکر میں یہ کہتا ہوں، میڈم اسپیکر میں یہ کہنا چاہتا ہوں دیکھیں۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: ابھی تک کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی ہے آپ نام نالیں، please۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں رییسانی کے دور کا کچھلی گورنمنٹ کا میں نے نام لیا ہے میں نے آڈیٹ کی بات کی ہے

۔۔۔

میڈم اسپیکر: نہیں تو پچھلے دور کا پتہ ہے سب کو کس کا تھا میں یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ اس پر نہ جائیں کہ وہ ہے وہ آپ تو اپنی کمیٹی کی رپورٹ پر لکھ دینگے جو آپ کا ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں میڈم اسپیکر! میں اس کی وضاحت کرونگا دیکھیں یہ بات clear ہو جائیگی دیکھیں ہر

ایک کی اپنی رائے ہے میری بھی رائے ہے پھر میری ریسپانسیبلیٹی زیادہ بنتی ہے۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی جی please آپ اپنی رائے دیں لیکن آپ کسی کا نام نالیں، جی۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں ایک چیز کی وضاحت کرتا ہوں ہم آڈیٹ کر رہے ہیں اس میں یہ ہے کہ تین سال یہ

والا پریڈ جس میں ہم بیٹھے ہیں کولیشن گورنمنٹ میں تین سال پرانا والا حساب یہ تقریباً ڈیڑھ مہینے میں یہ

complete ہو جائیگا ہم audit کر رہے ہیں اس میں یہ ہے کہ تین سال یہ والا period جس میں ہم بیٹھے

ہیں coalition government میں تین سال پرانا والا حساب۔ یہ تقریباً ڈیڑھ مہینے میں complete ہو جائیگا یہ

آپکو 6 سال ہو گئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک، ڈیڑھ، 2 مہینے میں زیادہ سے زیادہ ہم پریڈ کو بھی cover کر لیں گے آڈیٹ

کی رپورٹ وہ میری مرضی سے نہیں آڈیٹر جنرل پیش کریں گے پی اے سی کی meeting میں پیش کر رہی ہیں public والی

چیز ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے OK۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: دوسری بات میڈم اسپیکر nice نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ شاہدہ صاحبہ کا جواب دیدیں جی اس پر آئیں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں آپ کو بعد میں بتاؤنگا کہہ کرنا ہے یا نہیں۔

میڈم اسپیکر: ہاں اس پر آپ بات کر لیں جی۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: اتنا تو میں نے آپ سے سیکھ لیا ہے کہ آپ کو مخاطب کروں۔

میڈم اسپیکر: جواب دیں ناں۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! یہ PAC کی میٹنگ میں یہ بات ہوئی لوگ اپنے applications

لاتے ہیں لوگ کہتے ہیں کوئی ثابت ہوتا ہے کوئی نہیں ہوتا ہے ایک بندہ کہتا ہے کہ میری ڈیوٹی ہے کہ PAC کی meeting میں اگر کوئی PAC کے chairman کو کہتا ہے کہ آپ فلاں روڈ فلاں اسکیم کا معائنہ کروادیں audit کروادیں یہ ایسا نہیں ہے تو یہ یہ personal والی چیز نہیں ہے مطلب personal والی چیز نہیں ہے ابھی 7 تاریخ کو ہم نے date دیئے فنانس سیکرٹری اور ہیلتھ سیکرٹری کو ہم نے بلایا ہے اس میں وہ بتادیں گے جیسا کہ PPHI کا معاملہ تھا باقی معاملے تھے ہم بتادیں گے میں کسی کے۔ دیکھو یہ میرا حق ہی نہیں بنتا ہے کہ میں کسی کے ذاتی اس کے خلاف جاؤں میں as a PAC chairman ہمارے صوبے میں جو ہم کام کر رہے ہیں میں نے پہلے بھی کہا تھا ابھی بھی کہتا ہوں مشکلات ہیں مطلب nobody's day to the give the audit PPHI والوں کا بیان میں نے آج اخبار میں پڑھا کہ انہوں نے کہا کہ PAC کے فلاں کر رہے ہیں فلاں کر رہے ہیں میں جواب نہیں دینا چاہتا ہوں کیا PPHI والے audit کے خلاف ہائی کورٹ نہیں گئے ہیں اگر آپ نے audit دینا ہے تو پھر ہائی کورٹ کیوں جا رہے ہیں کہ ہم even جو انہوں نے وکیل رکھا ہوا ہے ہائی کورٹ میں وہ بھی ہمارے بلوچستان گورنمنٹ کے پیسوں سے ہے میں یہ کہتا ہوں ہر بندے کا مطلب آڈٹ ہو رہا ہے سب کا ہو رہا ہے سب کے audit ہو رہے ہیں اس period کا ہو رہا ہے پچھلے period کا ہو رہا ہے آجائیں گے بہت چیزیں آجائیں گی صاف آجائیں گی میں نے کہا ہے کہ ایک ذمہ دار شخص کے حیثیت سے ذمہ دار کارکن کے حیثیت سے ایک ذمہ دار خاندان کے حیثیت سے یہ میرا حق نہیں بنتا ہے کہ میں یہ کر دوں کہ وہ بہت ایماندار تھا یہ زیادہ ایماندار ہے وہ نہیں ہے audit کی رپورٹ میں سب کچھ واضح ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: کسی حد تک یہ چیزیں آگئی ہیں اور میڈم اسپیکر! آپ دیکھ لیں یہ PAC کو issue اور اخبار کی زینت بنی کہ ہم نے گواہی دی تھی کہ PAC کے چیئرمین نے یہ کہا تھا۔

میڈم اسپیکر: I will let in complete then I will please conclude please۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں conclude کرتا ہوں آپ دیکھ لیں ہر بندہ بالکل بڑے اطمینان سے بیٹھ جائے دیکھ لے آڈٹ ٹیم وہ فیڈرل گورنمنٹ سے بھی آئی ہے special audits پر آئی ہے فنانس، P&D، ہیلتھ، اور ایجوکیشن ہر جگہ بیٹھی ہوئی ہے میں coalition government کا حصہ ہوں اور coalition government کے departments ان کے پاس ہیں ان کی بھی ہو رہی ہیں پچھلے کی بھی ہو رہی ہیں audits سامنے آنے دیں یہ فلاں گورنمنٹ کو بدنام کر رہے ہیں وہ فلاں۔ کون ایماندار ہے کون نہیں ہے یہ تو audit report میں سب کچھ واضح ہو جائیگا کہ کیا position ہے کیا نہیں ہے مطلب ہم چاہتے ہیں دیکھیں 17 سال بعد پی اے سی سب کے پاس رہی ہے اس صوبے

میں بہت سے اس کے چیئرمین آئے میری پہلی پی اے سی کے دفتر میں جب میری میٹنگ ہوئی وہ 17 سال بعد ہوئی ہے آپ چھوڑ دیں ہم کام کر رہے ہیں تو اسی کے لیے بھگت رہے ہیں ادھر بیٹھے ہوئے ہیں کام کر رہے ہیں report سامنے آ جائیگی black and white میں سب واضح ہو جائے گا کون کیا ہے کون کیا نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: OK thank you۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: thank you۔

میڈم اسپیکر: جی پہلے ان کا right بنتا ہے انہوں نے توجہ دلاؤ نوٹس۔ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: عبدالمجید خان صاحب نے یہ تمام باتیں کیں تو میرے سوال کا جواب نہیں دیا میرا سوال کسی کی ذات کے خلاف نہیں تھا میرا کنسرن ہے اس صوبے سے میں مجاز ہوں میں حق رکھتی ہوں صوبائی حکومت سے یہ پوچھنے کا کہ اگر اتنا پیسہ نکلا تو وہ ground پر کہاں خرچ ہوا ہے اگر اس میں کوئی گناہ ہے تو یہ گناہ میں واقعی کرونگی بار بار کروں گی آپ نے تمام باتیں کی یہ PAC کی اندر کی میٹنگ کی اندر کی بات نہیں نکلی ہوئی یہ آپ کی پریس کانفرنس ہے اگر یہ خبر آئی ہے تو یہ آپ کی منہ سے نکلی ہے اس وقت جب آپ نے پریس کانفرنس کیا ہے اگر آپ اس وقت کسی۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں انکار نہیں کر رہا ہوں کہ یہ پریس کانفرنس میں نے نہیں کیا ہے۔ اصل میں PAC کو آپ لوگ کام کرنے کے لیے نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: ہم پی ایس سی کو کیوں کام کرنے نہیں دے رہے ہیں مطلب۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب انہیں بتانے دیں پہلے اپنا point پھر آپ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: دیکھیں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کو کس نے روکا ہے کہ وہ کام نہ کرے as a opposition ہمارے پاس تو کوئی authority نہیں ہے وہ گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں well and good وہ کام کر رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں لیکن کیا میں ایک عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ حق نہیں رکھتی کہ میں اس قسم کی question حکومت سے پوچھ سکوں اور منسٹر کیوں پابند نہیں ہے کہ وہ آ کر ہمیں اس چیز کا جواب دیں۔ ابھی at as part میں لوٹی پوپ دیا گیا ہے دو لائونوں میں لکھ کر جس کو شاید وہ بھی نہ پڑھ سکے جنہوں نے لکھا ہے کہ یہ کتنی رقم انہوں نے بھیجی ہے نہ اس میں انہوں نے mention کیا ہے کہ ان کو وفاق سے جو مل رہی ہے وہ گرانٹ نہیں ہے نہ انہوں نے mention کیا ہے کہ ان کی غیر ترقیاتی یا ترقیاتی مد میں کتنا ہے اگر وہ اتنے ہی اچھے تھے تو صرف تین لائینوں میں مجھے جواب دیتے کہ میڈم ہمارے بینک میں ترقیاتی مد میں اتنا غیر ترقیاتی مد میں اتنا ہے ہمیں وفاق سے جو گرانٹ ملی ہے وہ اتنی ہی ہے وہ ایک lump sum لکھ کر لے آئیں وہ خود بھی اس بارے میں clear نہیں ہیں میں پھر یہی کہوں گی کہ اگر یہ خرچ ہوئی ہے تو صوبے کی ترقی پر بہت

اچھی بات ہے لوگوں کے سامنے لایا جائے اور اگر نہیں تو پھر حکومت یہ ذمہ داری قبول کرے۔

میڈم اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر! میں پھر اس پر آتا ہوں پہلی گزارش تو محترمہ سے یہ ہے کہ اخباری بیان کی اس میں question نہیں کیا جاسکتا اور یہ سوال از خود سے نامکمل ہے اور جو جواب ان کے پاس آ جائیگی جواب بھی نامکمل ہوگی میرے پاس آیا نہیں ہے وہ اس لیے نہیں ہے کہ provincial consolidated fund یہ اس کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہی نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ 2 ارب روپے ہیں ہم نے اب تک کسی بینک سے overdraft نہیں لیا ہے تو it means ہم گورنمنٹ کو چلار ہے ہیں اب یہ مقروضوں کی بات ہے اس مقروضے کا جواب پتہ نہیں انہوں نے کیا لیا ہے وہ اپنی جگہ پر۔ میں پی اے سی چیئرمین سے صرف اتنا گزارش کرتا ہوں کہ جو چیزیں آپ کے پاس آ جائیں گی proof کے ساتھ پھر اس کو جس ایجنسی کے پاس بھجوانا ہوتا ہے جس سے وہ recovery ہوتی ہے فلاں ہوتا ہے اس وقت آپ بات کریں جب یہ investigation کے مرحلے میں ہے اس وقت آپ کی رائے کا قائم کرنا ٹھیک نہیں رہتا جو بھی چیز آ جاتی ہے اور وہ proof کے ساتھ table ہو جاتی ہے سب کچھ ہو جاتا ہے اس کے بعد انسان بات کر سکتا ہے اس سے پہلے صرف الزام کا ایک سلسلہ ہوگا اور اس سے کسی کو وہ کریں بات یہ ہے میڈم اسپیکر! یہ جو statement اخبار میں آئی ہے اس کو اسمبلی سے باہر ہمارے وہ اراکین اسمبلی کے ممبرز ہیں انہوں نے اسمبلی میں یہ ہے سچ اب تک نہیں پوچھا ہے کہ یہ معاملہ کیا ہے اور باہر سے اس پر بیان بازیاں ہو رہی ہیں اور اس میں points Scoring کی بات ہو رہی ہے تو میرا کہنا یہ ہے کہ یہ جو statement آئی ہے یہ ہماری گورنمنٹ کے حوالے سے نہیں ہے کہ ماضی میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے کیا کچھ ہوا ہے وہ اپنی گریبان میں جھانکیں۔ پی اے سی کے چیئرمین نے اپنی گورنمنٹ کے حوالے سے اس نے یہ مختص نہیں کیا ہے کہ اس گورنمنٹ میں یہ ہوئی ہے البتہ audit کے طور پر جو بھی departments ہمارے ہیں ہم جمہوری لوگ ہیں ہم اپنے دوستوں کی وہ بیٹھا ہے میرے دو منٹ کے لیے بھی میرا لحاظ نہ کریں یہ نواب صاحب بیٹھے ہیں اگر کوئی ایسی چیز آ جاتی ہے phrase لگ جاتے ہیں تو ہمارا کوئی لحاظ نہ کرے اور میرٹ پر اس کو decide کریں میرٹ پر آ جائیں اور اس کا فیصلہ ہو۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: تو اس سلسلے میں بات بنیادی طور پر یہ ہے کہ ہم جو بات کر رہے ہیں تو اس کو اس طریقے سے اچھالا جاتا ہے کہ گورنمنٹ از خود اپنی گورنمنٹ پر وہ کر رہی ہے اگر اپنے بھی لوگ ہیں اگر کوئی بھی آدمی کسی بھی غلط کام میں ملوث پایا جاتا ہے تو ہم تو جوابدے ہیں آپ لوگوں کو سردار صاحب ہم تو آپ کو جواب دیں گے جواب دہی کی حیثیت سے۔ لیکن بات یہ ہے کہ

اس کو اس طریقے سے سیاسی طور پر اچھا لانا مثال کے طور پر BNP کے دوست ہیں اسمبلی کے ممبرز ہیں وہ لے آئیں یہاں debate کریں سردار صاحب آپ بیٹھے ہیں آپ لے آئیں اس کو debate کریں جو بھی ہے لیکن اس کو اس طریقے سے وہ کرنا کہ ہم نے کہا تھا کہ یہ وہ کر رہے ہیں میں یہاں آپ کیسا منے دعوے سے یہ کہتا ہوں کہ جہاں بھی مجھے لے جاتے ہیں میں جانے کے لیے حاضر ہوں ایک ایک پائی کے لیے۔ عوام کی ایک ایک پیسے کے لیے اور یہ جو گورنمنٹ ہے ڈاکٹر مالک یہاں ہوا کرتے تھے اس کے حوالے سے سردار ثناء اللہ صاحب بیٹھے ہیں اس کی گورنمنٹ کے حوالے سے جو بھی چیزیں آ جاتی ہیں یہ ایسا نہیں ہے ان میں آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں technically phrase لگ جاتے ہیں پیسے ان کو issue ہو جاتے ہیں اور جو پیسے ان کے پاس چلے جاتے ہیں اس کا misuse ہوتا ہے اس کا باقاعدہ ایک audit ہوا کرتا ہے اور آڈٹ رپورٹ میں اس پر phrase لگ جاتے ہیں کہ 5 لاکھ 10 لاکھ 12 لاکھ عوام کے پیسے تھے یہ کہاں گئے اور یہ کس طریقے سے خرچ ہوئے اور ان کے کاغذات اس کے proof نہیں دے رہے ہیں لہذا ڈیپارٹمنٹ کو اس پر جانا چاہیے اور اس کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ عوام کے ان پیسوں کا مذاق کیوں اڑایا گیا ہے یہ فضول خرچی یا کرپشن کی نذر کیوں ہوا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے زیارتو ال آپ کا point آ گیا۔

وزیر تعلیم: تو اس پر جتنے بھی phrase لگتے ہیں وہ جس بھی ڈیپارٹمنٹ کے ہوں ان کے جواب اگر ڈیپارٹمنٹ تسلی بخش دے دیتا ہے تو phra ختم ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دے سکا ہے تو ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ پیسے refund کریں اور اگر بڑے پیمانے پر ہوں تو کس نے یہ کیا ہے اس کے ثمن پر چلے جاتے ہیں اس کے خلاف چلے جاتے ہیں تو طریقہ کار یہ ہوا کرتا ہے اور اس طریقہ کار کے تحت جس کے خلاف کوئی چیز آ جاتی ہے گیلو صاحب بھی ایسی ہی غصے میں آ گئے تھے، گیلو صاحب جس کے خلاف کوئی چیز آ جاتا ہے اس وقت اس کو آپ دیکھیں گے آپ خود پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے ممبر تھے شاید ابھی آپ نہیں آرہے ہیں یا آپ آ رہے ہیں اور وہاں بیٹھ کر اس کو دیکھیں گے پہلے سے رائے قائم نہیں کریں گے کہ اس میں یہ ہوا ہے اگر ثبوت تک چلا جاتا ہے تو پھر اس کے بعد جو بھی کارروائی ہے اس کے تحت جو بھی اس میں ملزم پایا جاتا ہے اس کا نام خود

آ جاتا ہے thank you

میڈم اسپیکر: محترمہ شاہدہ۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میڈم اسپیکر اس میں دو points ہیں ہماری محترمہ کے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب ایک point at call attention کو جب ایک محرک پوچھتا ہے اور منسٹر نہیں ہے

اور وہ بھی وقت دیا پھر discuss in again

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں میڈم اسپیکر! ایسا نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: is coming again

سردار عبدالرحمن کھیتراں: گزارش ہے۔

میڈم اسپیکر: it's coming again

سردار عبدالرحمن کھیتراں: اگر منسٹر نہیں تھا تو اسکو defer کر دیتے اس میں باضابطہ رحیم زیا تو ال نے آدھا گھنٹہ تقریر کی۔

میڈم اسپیکر: نہیں وہ ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: بات یہ ہے کہ دو point ہیں میڈم اسپیکر ایک تو پی اے سی کے چیئر مین نے کہا کہ فلاں کا ہم

نام لیتے ہیں اسلام کی رو سے اگر دیکھا جائے کوئی رشتہ دار میری مرضی ہے میرا نام کوئی اگر لینا چاہے مجھے کوئی پابند نہیں کر سکتا

کہ آپ اس طریقے سے لیں اُس طریقے سے لیں نہ کسی rules of business میں ہے نہ پی اے سی کا وہ ہوں کہ

پی اے سی مجھے ترجمانی کسی کی کر کے کہیں گی میرا نام جس نے لیے نہ لیے اسلام کی رو سے منہ بولے رشتے کی کوئی حیثیت

نہیں ہے رسول کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ اس کا منہ بولا بیٹا تھا اس کی شادی ہوئی ان کے آپس میں ان بن ہوئی وہ طلاق

ہوگئی رسول کریم ﷺ نے اس سے شادی کی۔ ایک بات تو direct یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج پی اے سی کے

چیئر مین کا tone کچھ اور ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ میرے پاس موبائل ہے اس نے پی اے سی کی مینٹنگ میں نہیں بلکہ پریس

کانفرنس کی ہے اس کے الفاظ اپنی پریس کانفرنس ایک نہیں تین تین چار چار جگہ پر اس نے کہا اور اس نے خود کہا کہ وہ جو

finance scandal ہے اس کو لوگ بھول جائیں گے اس نے allegation لگائی ڈاکٹر مالک پر بھی لگائی ہم یہ کہتے

ہیں کہ بالکل وہ چیئر مین چیئر مینی۔۔۔

میڈم اسپیکر: یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہے اس کو حذف کیا جائے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میری بات سنیں میڈم اسپیکر! ادھر فلور پر کبھی وہ رئیسانی کا نام لیتے ہیں کبھی ہمارے حضرت

مولانا واسع صاحب کا نام لیتے ہیں یہ خود نشاندہی کریں۔ ہم نے اپوزیشن کے پاس تو پی اے سی نہیں ہے کہ ہم نے نشاندہی کسی

کی کرپشن کی ہے یہ خود treasury benches والے ان کا اپنا پی اے سی کا چیئر مین یہ تو میڈم اسپیکر! یہ جناح روڈ کا

فٹ پاتھ تو نہیں کہ آپ کسی پر الزام لگا دیں آپ بات کرنے دیں میرے پاس فلور ہے مجھے بات کرنے دیں آپ اپنی بات

بعد میں کریں یہ غلط ہے آپ مجھے کیوں۔ نہیں میں آپ کی بات نہیں کر رہا ہوں میں ادھر وضاحت کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں ان کا حق ہے کہ وہ بات کریں۔

بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ XXXXXXXXXXXX کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! فلور میرے پاس ہے رحیم جان چیف بنا ہوا ہے ہیڈ ماسٹر بنا ہوا ہے یہ غلط ہے۔
میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے وہ آپ کا جواب۔ ویسے انہوں نے اس بات کا جواب دیا ہے being a government representative

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس معزز ایوان پر ایک الزام لگایا گیا ہے نام لے کر اور period گنا کر میں نے اس دن بھی کہا کہ یہ proof کریں باضابطہ میرے پاس ویڈیو ہے کہ ایک آپ کے جو کامران اسد کا نام لیا گیا ہے کہ وہ اربوں کی کرپشن کر رہا ہے میڈم اسپیکر! میرے پاس ویڈیو ہے پی اے سی کی بات نہیں ہے پریس کانفرنس کی بات ہے اس میں ریکارڈنگ ہے آپ ایک اچھے افسر پر الزام لگا رہے ہیں before time یہ خود کہہ رہا ہے audit ہے یا سلسلہ ہے۔ let the audit come۔

میڈم اسپیکر: ok سردار صاحب آپ کا point آ گیا انہوں نے بھی جواب دے دیا۔
سردار عبدالرحمن کھیتراں: تو نہیں یہ غلط ہے یہ apologize کریں کہ میں نے غلط بیانی کی پریس کانفرنس میں آئندہ پی اے سی کی میٹنگ میں کسی کو بھی میرا دور ہے اس کا دور ہے گیلا کا دور ہے نواب رئیسانی کا دور ہے یا حضرت مولانا واسع صاحب کا دور ہے یا بی بی ڈی اے ہے بی ڈی اے میں آج کیا ہو رہا ہے کل کیا تھا یہ ہم کو بھی پتہ ہے ساری چیزیں ہمارے پاس بھی ریکارڈ ہے بات ہم نے کسی پر کرپشن کا الزام نہیں لگایا ہے ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ PAC dig out کریں کہ بلوچستان کا پیسہ ان غریبوں کا پیسہ ہے چاہے وہ پچھلے دور میں تھا یا ڈاکٹر مالک صاحب کے دور میں تھا یا سردار ثناء اللہ کے دور میں تھا بالکل کریں ہم نے کسی کو نہیں روکا ہے لیکن وہاں سے جذباتی ہو کر باہر پریس کانفرنس کرنا اور لوگوں کے نام لینا گوادر کا نام لیا گیا ہے کامران اسد کا نام لیا گیا ہے۔ کہ وہ اربوں کی کرپشن کر رہا ہے۔ میڈم اسپیکر! میرے پاس ویڈیو ہے پی اے سی کی بات نہیں ہے۔ پریس کانفرنس کی بات ہے۔ اُس میں ریکارڈنگ ہے۔ آپ ایک اچھے افسر پر الزام لگا رہے ہیں۔
before time یہ خود کہہ رہا ہے کہ آڈٹ ہے یا سلسلہ ہے۔ let the audit come۔

میڈم اسپیکر: Ok سردار صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ انہوں نے بھی جواب دیدیا۔
سردار عبدالرحمن کھیتراں: اب پرسوں تک انکی کچھ اور بات تھی۔ جس پر رحمت بلوچ نے بھی جواب دیا انکو۔ آج انکی tune کچھ اور ہے۔ کبھی کیا بات کرتے ہیں۔ غلط ہے۔ thank you۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ جی رحمت بلوچ صاحب۔
وزیر صحت: جہاں تک سوال کا تعلق ہے۔ دیکھیں میں نے اُس دن بھی ایک بات کی وضاحت کی۔ آج فنانس میں، میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ statement جس نے دیا ہے۔ حقیقت یہ نہیں ہے۔ یہ just میرے خیال میں کردار کشی

پر مبنی تھا۔ اُسکی بھرپور ہم نے مذمت کی۔ آج بھی کریں گے۔ لیکن جہاں تک یہ سوال ہے جو ریز ہوا ہے کہ جی 9 مہینے اور 12 دن۔ اُس میں گورنمنٹ اور محکمہ فنانس نے باقاعدہ تفصیلی monthly wise ایک جواب دیا۔ جس طرح پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے جو authorisation ہوئی ہے۔ جو لیٹرز آئے ہیں۔ اُس کے مطابق فنانس نے implement کر کے monthly base پر دیئے ہیں۔ جس میں کوئی ایسا نہیں ہے۔ ریکارڈ موجود ہے۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ ہم بازاری یا اخباری بیانات کو۔ ایک اور مصیبت ہے میڈیم اسپیکر! کہ ہم negativity کو زیادہ adopt کرتے ہیں۔ ہم کبھی بھی چیزوں کو جانچتے نہیں۔ ہم ذمہ دار لوگ ہیں۔ ہمیں جانچنا چاہیے۔ ہمیں ثبوت کے ساتھ۔ میں ایک سیاسی ورکر ہوں۔ میں دلائل کا قائل ہوں۔ میں to the point بات کروں۔ میں حقائق پر مبنی بات کروں۔ وہ ایک سراسر نا انصافی تھی یہ statement۔ یہ detail ہے monthly wise۔ ہر مہینے کا جو بجٹ خرچ ہوا ہے۔ اُسکی ditail دی گئی ہے۔ جہاں سے میرے خیال میں تمام Honorable members کو پتہ ہے کہ planning & development سے ترقیاتی بجٹ۔ اور یہ ترقیاتی بجٹ۔ monthly base پر ہوں یہ last end تک جو expenditure ہے۔ total expenditure اب تمام ممبران کو ٹیبل ہوئی ہے اس چیز پر۔ میرے خیال میں وہ مطمئن رہیں کہ حقیقت یہ ہے۔ بجائے کہ اُس سے پہلے افواہیں اور غلط بیانی کریں۔

میڈیم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ شاہد روف صاحبہ میرے خیال میں جو میں نے ابھی اسکا جواب بھی پڑھا ہے الف۔

جی کیلو صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میر محمد عاصم کردگیلو: اسکا جواب دیا جائے۔

میڈیم اسپیکر: جی نہیں۔ میں اسکو اسی طرح کہہ رہی ہوں کہ توجہ، call attention نوٹس پر جو انکے 2 جواب آئے

ہیں۔ گورنمنٹ نے اسکے جوابات دیئے ہیں۔ اُس حوالے سے تو یہ complete ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ کیونکہ اسکو

دوبارہ ایوان میں اس طرح سے نہیں کہ اگر آپ سمجھتی ہیں منسٹر جب صحت یاب ہو کر تشریف لے آتے ہیں تو آپ انکے

چیئرمین جا کر ان سے اپنے مزید question جو خاص سمجھتی ہیں کہ جسکا جواب نہیں دیا گیا۔ کیونکہ ابھی جب میں دیکھ رہی

تھی تو انہوں نے۔ یہ رحمت جو کہہ رہا ہے۔ جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کا کام ہوتا ہے۔ جو ریلیز P&D سے آتی ہے۔ وہ اُسی

طرح اُس کو ریلیز کرتے ہیں۔ اُنکے طور پر وہ کچھ ریلیز نہیں کرتے ہیں۔ تو مزید آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں صرف یہ

explain کر دیں۔

محترمہ شاہدہ روف: میں چیئرمین چلی جاؤں۔ منسٹر صاحب اسکی وضاحت کر دیں جب بھی آئیں۔ آپ یہ رولنگ دیدیں۔

میڈیم اسپیکر: جی میں یہی کہہ رہی ہوں۔ کیونکہ یہ جو باتیں جواب ہے وہ تو بڑا clear آ گیا ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: کیونکہ یہ اس وقت ہاؤس کی پراپرٹی بن چکی ہے۔ منسٹر آئیں اور یہاں اپنی point of view دیدیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ مزید آپ کیا پوچھنا چاہ رہی ہیں۔ آپ اگر یہ دیکھیں جو جواب ہے۔ جو باقی نمبر نے بھی ابھی جواب دیا ہے۔ وہ تو بحث در بحث درمیان میں کچھ باتیں چلی ہیں۔ جو مین آپ کی question ہے۔

call attention notice

محترمہ شاہدہ رؤف: میں صرف یہ چاہ رہی ہوں کہ انہوں نے (الف) کے اندر جو grant show کی ہے۔

میڈم اسپیکر: لیکن آپ کا question بھی complete نہیں تھا۔ مطلب اس میں ایک word تھا۔

وزیر صحت: وزیر فنانس میری پارٹی سے ہی ہے۔ اور میرے سینئر عبدالرحیم زیارتوال صاحب نے جواب دیا۔ میرے خیال میں میڈم کا question ہے وہ uncomplete ہے۔ اُسکے question کا جواب تو یہاں ہم نے complete کیا۔

میڈم اسپیکر: میں یہی کہہ رہی ہوں۔ جو میں نے ابھی تفصیل سے پڑھی ہے۔

وزیر صحت: یہاں میڈم آپ نے 2 ارب روپے کی بات کی ہے۔ ہم نے آپ کو 202 بلین ثابت کر کے دیئے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کے پاس ہیں۔ آپ 2 بلین کی بات کر رہے ہیں۔ اور جو expenditure کی بات ہے آپ کو تفصیل سے ملے ہیں۔ اگر آپ کو کوئی اور ضمنی question ہے میڈم! پھر تو return میں ایک سوال جمع کروادیں پھر دوبارہ ٹیبل پر آئے۔

میڈم اسپیکر: جی میں اُسی پر آرہی تھی۔ سنیں یہ بن رہی ہے جو آپ کا سوال میں نے دیکھا ہے شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: میں یہ کہہ رہی ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے 202 بلین روپے کا آپ کو وہ کہا ہے۔ جب منسٹر صاحب یہاں آئیں۔ اللہ میاں اُتکوشفادے وہ آ کر اس 202 بلین روپے کا بتادیں کہ اس میں وفاقی گرانٹس کونسی ہیں۔ اس میں غیر ترقیاتی کونسی ہیں اور ترقیاتی کونسی ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ کو یہی بتا رہے ہیں کہ انہوں نے ویسے تو جنرل دیا ہے جب وہ آئیں گے کیونکہ سوال در سوال call attention notice پر اس طرح سے نہیں ہوتا۔ انہوں نے تقریباً آپ کو complete جواب دیا۔ صرف اسکو الگ الگ سے distribute نہیں کیا۔ اور جو (ب) حصہ ہے۔۔ مداخلت نہیں جو (ب) حصہ ہے۔ ایک منٹ رحمت صاحب۔ وہ تو بالکل ہی کلیئر ہے۔ جو اگر آپ یہاں دیکھیں کہ انہوں نے سارا کلیئر کیا ہے۔ تو میں اس سے آپ کو یہ تجویز دے رہی ہوں کہ آپ کا جو مزید ایک سوال کہ آپ نے کہا کہ مجھے آپ کی تسلی کیلئے کہ آپ کو نہیں ہے۔ وہ تو بات آپ کو تفصیلی طور پر بتا سکتے ہیں۔ اور دوبارہ آپ لا سکتی ہیں۔ ٹھیک ہے؟ تو جب وہ آئیں گے تو آپ کو تفصیلاً جواب دیں گے۔ جی رحمت صاحب۔

وزیر صحت: یہ کہ میں اُسکے نالج میں ایک اضافہ کروں۔ میڈم ٹوٹل بجٹ 289 Billion ہے۔ اسمیں سے 65 billions ہمارا development budget ہے۔ 65 میں سے 5 Billion فیڈرل گورنمنٹ کی ہے جو ہمیں دیتی ہے۔

میڈم اسپیکر: جواب دیدیا انہوں نے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: 65 میں سے کتنا فیڈرل کا ہے؟

وزیر صحت: 5 billion (5 ارب)۔ Thank you

میڈم اسپیکر: یہ جواب ہے محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ کا call attention notice نمٹا دیا گیا۔ جی گیلو صاحب please

میر محمد عاصم کردگیلو: میڈم صاحبہ! میں آپ سے ایک بات کہوں۔ اس سے پہلے بھی مسٹر جان محمد جمالی صاحب جب وہ اسپیکر تھے۔ تو اُسکو بھی میں، جو آپ کی کمیٹیز ہیں جس میں مجھے ممبر رکھا گیا تھا۔ جان صاحب تشریف فرما ہیں۔ اس ٹائم بھی میں نے کہا تھا کہ میری مصروفیات زیادہ ہیں۔ میں کسی بھی کمیٹی کا ممبر بننا پسند نہیں کرونگا۔ آپکو بھی شاید یاد ہو۔ اس سے پہلے بھی 3, 4 دفعہ آپ کے چیئرمین آیا تھا اور آپ سے کہا تھا کہ آپکی یہ جو کمیٹیز ہیں میں اس میں کسی بھی کمیٹی کا ممبر نہیں ہوں۔ لہذا بی بی اس میں نہ آئندہ مجھے۔ بعض اوقات وہ نوٹس آتے ہیں کہ کمیٹی کے چیئرمین نے میٹنگ بلائی ہے۔ لہذا میں اسکا ممبر ہی نہیں ہوں۔ مجھے ان کمیٹیوں کے ممبر سے فارغ سمجھیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے گیلو صاحب۔ آپکا پوائنٹ آ گیا۔ جی اسمیں میں نے اگر آپکو یاد ہو۔ آپ میرے پاس تشریف لائے تھے۔

میر محمد عاصم کردگیلو: جی ہاں میں نے اُسی وقت کہا تھا۔

میڈم اسپیکر: ممبر جمالی صاحب کے دور میں بنے تھے۔ اسکا قاعدہ ہمارے سیکرٹریٹ میں میں نے آپکو بتایا بھی تھا کہ آپ باقاعدہ تحریری طور پر لکھ کر دیں۔ آپ تو ویسے کہہ رہے ہیں میں بنا ہی نہیں ہوں۔

میر محمد عاصم کردگیلو: میں بنا نہیں ہوں۔ نہ میں نے آج تک کسی چیئرمین کو ووٹ دیا ہے نہ کسی کمیٹی کی میٹنگ میں گیا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ OK۔ سُن لیں آپ۔ اس میں طریقہ کاریہ ہے کہ چونکہ آپ جب بنے تھے اسوقت آپ نے اعتراض نہیں کیا۔ اسمبلی میں الیکشن ہو گیا تھا۔

میر محمد عاصم کردگیلو: میڈم صاحبہ! مجھے اس کمیٹی کا ممبر نہیں بننا۔ کیونکہ میں وقت نہیں دے سکتا ہوں۔ میں مصروف ہوں۔ میں اسکو attend نہیں کر سکتا۔

میڈم اسپیکر: OK ہم آپ کی بات سن رہے ہیں۔ آپ ہماری بات سن لیں۔ OK۔ لیکن آپکو جو ہم بتا رہے ہیں اسکو طریقہ کار سن لیں کہ جب یہ اناؤنس ہوا تھا۔ اسوقت جب آپ کھڑے ہو کر کہہ دیتے اسمبلی میں رولز کے مطابق۔

میر محمد عاصم کردگیلو: میں نے کہہ دیا تھا۔

میڈم اسپیکر: آپ نے اسمبلی کے اندر نہیں کہا۔

میر محمد عاصم کردگیلو: آپ کی چیئر میں کہا تھا۔

میڈم اسپیکر: بھائی آپ سن تو لیں۔ میں آپکو جو بتا رہی ہوں۔ جب جمالی صاحب کے دور میں آپ بنے۔ تو اسوقت جب الیکشن ہوا اسکا باقاعدہ۔ جب الیکشن میں آپکا نام آیا تو آپکو قانونی طور پر اسمبلی کے اندر کھڑے ہو کر کہنا چاہیے تھا کہ میں اسکا ممبر نہیں بننا چاہتا اور میرا نام نکالیں۔ اسوقت آپ نے اسمبلی کے اندر نہیں کہا۔ لیکن میں نے آپکو اسکا طریقہ کار بتایا۔ چونکہ آپ بن چکے according to rules۔ اب آپ ایک تحریری طور پر لکھ دیں کہ میں اسکا ممبر نہیں رہنا چاہتا۔ تو آپ استعفیٰ دیدیں تو آپ فارغ ہونگے۔

میر محمد عاصم کردگیلو: جب میں بنا ہی نہیں استعفیٰ کیوں دوں؟ مجھے اس سے پہلے بھی نہیں سمجھا جائے۔

میڈم اسپیکر: زیار تو ال صاحب! اگر میں انہیں نہیں سمجھا سکی تو آپ سمجھا دیں آوازیں۔۔۔

وزیر تعلیم: اچھا۔ جو بھی نام تھے۔ ہم نے اسمبلی کے فلور پر پیش کیئے۔ اسمبلی نے اسکی منظوری دی۔ اسکے بعد وہ اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اگر اس نے استعفیٰ دیا ہے تو کچھ اور ہے۔ اگر نہیں دیا ہے تو کچھ اور ہے۔

میڈم اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میں بنا ہی نہیں تو میں استعفیٰ کس چیز کا دوں۔

وزیر تعلیم: نہیں نہیں بن گیا ہے۔ میڈم اسپیکر! یہاں اسمبلی کے فلور پر پیش کی تھی۔

میڈم اسپیکر: تو وہی انہیں سمجھائیں۔ تو میں یہ بات انہیں مسلسل سمجھا رہی ہوں۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! وہ جو کمیٹیاں تھیں۔ اسکے نام اسمبلی کے فلور پر آئے۔ اسمبلی نے اسکی منظوری دی اور منظوری ہونے کے بعد وہ بن گئے۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: جمالی صاحب! آپ اس پر ہماری کوئی رہنمائی کر دیں گیلو صاحب کی۔ (مداخلت شور) چونکہ جمالی صاحب اسپیکر تھے please اگر آپ اس پر کچھ کہہ دیں۔

میر جان محمد خان جمالی: جی پہلے آپ بات کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: میں اس چیز کی وضاحت کر دیتا ہوں۔ یہ کمیٹیاں بنائیں رحیم جان۔ ہمارے سینئر پارلیمنٹریں ہیں۔ ٹریشری پنچر نے بنائی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ انکو تھوڑے سے حالات اور واقعات مد نظر رکھنے

چاہئیں۔ اب جس کمیٹی میں گیلا ہے۔ میں بھی اُس میں ہوں۔ عامر رند بھی ہے۔ اب اسکو چیئر مین بنایا گیا۔ اس میں گیلا نے ووٹ ہی نہیں کیا شور (مداخلت) نہیں نہیں میں آپکے چیئر مین کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مان لیا آپکی بات۔ وہ کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھمیران: میں کچھ اور کہہ رہا ہوں۔ اب اُس میں میں بھی نہیں تھا۔ گیلا بھی نہیں تھا۔ اسپیکر کے چیئر میں جہاں بھی اُسکو چیئر میں بنا دیا گیا۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں اسکا ممبر ہی نہیں۔ میں نے قبول ہی نہیں کیا۔ انہوں نے جو، آپ لوگوں نے رحیم جان! یہ کیا ہے۔ اسکو آپ لوگ خود مطلب ہے کہ revise کر لیتے۔ یہ قبائلی دشمنیاں ہیں، سلسلے ہیں۔ حساب ہے کتاب ہے۔ یہ آپکو مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مجھ سے زیادہ سینئر ہیں۔ تو آپکو یہ چیزیں مد نظر رکھنی چاہیے تھیں کہ کون چیئر مین کیلئے وہ اسکو ووٹ کریگا یا نہیں؟ اور کس کی چیئر مین کے under میں وہ ممبر بیٹھے گا یا نہیں؟ تو یہ nomination ہوئی ہے۔ گیلا نے کوئی اسکی میٹنگ اٹینڈ نہیں کی ہے۔ میں نے بھی ایک میٹنگ اٹینڈ کی ہے اسکی۔ تو یہ چیزیں ایک جگہ ایک آدمی نہیں بیٹھ سکتے 2 آدمی۔ تو اسکو آپ لوگوں نے دیکھنا تھا کہ کس طریقے سے انکو adgust کیا جائے تو اسکو دیکھ لیں۔ یہ چیز میں کہہ رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! اب تو ہو گیا۔ اب تو آگے چلتے ہیں۔ زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: دیکھتے ہیں تو وہ کچھ اور ہے ناراض تھے۔ نہیں لے رہے تھے چیئر مین۔ بعد میں لے لی۔ مفتی گلاب صاحب چیئر میں بن گئے۔ مداخلت سن لیں۔

میڈم اسپیکر: آپکا نہیں انہی کا کہہ رہا ہے۔

وزیر تعلیم: آپ سُن تو لیں سہی۔ اور یہ چیئر مین بن گئے زمرک صاحب۔ اور ساتھ ہی ساتھ جو کمیٹیاں بنیں تھیں۔ یہاں announce ہوئی تھیں۔ ہاؤس کے پاس آتی ہیں۔ اور ہاؤس میں باقاعدہ انکے نام لیکر ہر کمیٹی کے ممبر کی۔ الیکشن تو اسکے بعد کی بات ہے۔ اسکی منظوری دی گئی۔ اور اسکے بعد کمیٹیوں کے چیئر مین بنے۔ اور ہر چیئر مین کو اپنا کام سونپا گیا۔ اب ہمارے کسی دوست کو کسی کمیٹی اگر وہ نہیں جاسکتے کسی بھی وجہ سے۔ تو آپکو سادہ سی درخواست دیکر کہ اس کمیٹی سے نکالیں اُس میں ڈال دیں۔ ہو سکتا ہے۔ no problem

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! یہی بات میں نے انہیں بتائی۔ میں آپکو بتا رہی ہوں۔ یہ بتادی انہیں چیئر میں کہ آپ اپنی تحریری طور پر اس سے resign کر دیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب میں بنا ہی نہیں تو میں resign کس چیز کی کروں۔

وزیر تعلیم: وہ بن گئے تھے فلور پر۔ اُن سے تو کہہ رہا ہوں کہ یہ منظوری اسمبلی کی فلور پر ہوئی ہے۔ یہ چیئر میں نہیں ہوئی

ہے میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: یہ تو گیلو صاحب! یہ آپ بڑے لیٹ آگئے۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! آپ کے چیمبر میں کمیٹیاں نہیں بنی ہیں۔ کمیٹیاں بن گئی تھیں اور فلور پر پیش ہو گئی تھیں آوازیں۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔ گیلو صاحب! آپ سمجھ نہیں رہے ہیں۔ جمالی صاحب!

میر جان محمد خان جمالی: ابھی عاصم صاحب مجھے اجازت دیں۔

میڈم اسپیکر: گیلو صاحب! جمالی صاحب کچھ کہہ رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت) آوازیں۔۔۔

میر جان محمد خان جمالی: آپ بحث میں پڑ گئے۔ بات کو آگے بڑھاتے رہے۔

میڈم اسپیکر: جمالی صاحب کو موقع دیتی ہوں ذرا۔ کیونکہ انکے دور میں یہ کمیٹیاں بنی تھیں۔

میر جان محمد خان جمالی: مجھے انہوں نے چیمبر میں آکر کہا میڈم اسپیکر! مطلع کیا تھا کہ انکی کوئی دلچسپی نہیں ہے بننے کی

اُس کمیٹی میں۔ میں نے کہا کیونکہ پارلیمنٹری لیڈرز نے نام دیئے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے نواب ثناء اللہ کو مطلع کر دیں کہ وہ ہاؤس میں بتادیں۔ یہ کارروائی کرنی تھی۔ کارروائی ابھی تک نہیں ہوئی۔

میڈم اسپیکر: جی۔ تو یہ اُس وقت اسمبلی میں گیلو صاحب کو لانا چاہیے تھا۔ لیکن وہ مسلسل چیمبر میں یہ بات کرتے

رہے۔ بہر حال اسمبلی قواعد و انضباط کے قاعدہ 133 کے تحت اگر کوئی ممبر بن جاتا ہے کسی بھی کمیٹی کا۔ اور اسمبلی اسکی منظوری

دے دیتی ہے تو اسکا طریقہ کاریہ ہوتا ہے کہ اسکو باقاعدہ تحریری طور پر resign کرنا پڑتا ہے۔ تو گیلو صاحب

اگر intrusted نہیں ہے تو وہ اس سے resign تحریری طور پر دیدیں تو وہ آپ اُس کمیٹی سے فارغ۔ جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں اس ہاؤس کے سامنے کہ گیلو صاحب جس جس کمیٹی کے ممبر ہیں وہ اس

سے استعفی دے دیتے ہیں۔ اسکو منظور کیا جائے۔ ختم ہو جائیگا سارا مسئلہ۔

میڈم اسپیکر: نہیں وہ باقاعدہ written میں استعفی دینگے۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! اس کا آسان راستہ یہ ہے کہ جو کمیٹیاں بنی ہیں جو ممبر کسی بھی کمیٹی میں نام فنکشنل ہے پہلے دن

سے آج تک کسی کمیٹی میں نہیں گیا ہے its means کہ اُس کی دلچسپی نہیں ہے اُس کو نکال کے جو active

members ہیں آپ کے صبح شام کام ہوتے ہیں بہت سے ایٹھوز کمیٹیوں کے حوالے کئے جاتے ہیں وہ late ہو جاتا ہے

تو یہ دوسرا راستہ پھر یہ ہے کہ جو بھی active نہیں ہیں کمیٹی کی چیئرمین وہ لکھ کر کے آپ کو دے دیں کہ یہ ممبر پہلے دن سے آج

تک نہیں آیا ہے اُس کی جگہ گورنمنٹ دوسرا نام purpose کر کے اسمبلی سے پاس کرے۔

میڈم اسپیکر: it is a good suggestion کیونکہ کافی problems آرہے ہیں اس میں میں زیارتوال

صاحب پہلے بھی پارلیمانی لیڈرز بیٹھے تھے اب آپ تشریف لے آئیگا جو بھی چیئرمین ہے میں انہیں بھی بلا لوں گی۔ جس جس کمیٹی میں جو بھی پروہلم ہیں وہ مجھے بتادیں ممبر کی حیثیت سے اور دوبارہ It has to come in the assembly through you تو آپ لوگوں کے through آنا ہے تو اس کو دوبارہ لایا جائیگا اور ممبرز کو تبدیل کیا جائیگا۔

جی جناب مجید خان اچکزئی صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔
جناب عبدالمجید خان اچکزئی: thank you میڈم اسپیکر! اس میں منسٹر صاحب بھی نہیں ہے۔ بس مختصر ایک منٹ میں اس کو conclude کر لیتا ہوں۔

کیا یہ درست یہ ہے کہ برٹس بلوچستان کے اضلاع میں وفاقی لیویز ملازمتوں کو تقسیم کیا گیا ہے اگر الف جزو کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسامیوں کو کس فارمولے کے تحت تقسیم کیا گیا ہے مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں۔ نیز افغان ریفریو جیز کیلئے مختص ٹوٹل فنڈز اور بین الاقوامی اداروں کی جانب سے ڈونیشن کتنی ہے؟ اور کس فارمولے کے تحت افغان ریفریو جیز کے فنڈز کو تقسیم کیا گیا ہے تفصیلات فراہم کی جائیں۔

میڈم اسپیکر: چونکہ مجید خان اچکزئی صاحب۔ منسٹر تشریف نہیں رکھتے ہیں اس پر بات کرنے کی فی الحال ضرورت نہیں ہے۔ منسٹر کا ہونا ضروری ہے کیونکہ وہ آپ کو جواب دیں گے۔ میں اس کو next session کیلئے defer کرتی ہوں۔ اچھا آپ لائیں ہیں اس پر بات ہونی چاہیے۔ next session کیلئے defer کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: محترمہ یاسمین لہڑی صاحبہ کی جو مؤخر شدہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے، اُس کا جواب انہیں مل گیا ہے میرے خیال میں، تحریری طور پر محترمہ آپ کی جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے یہ جو مؤخر شدہ تھا۔ اس کا آپ کو تحریری طور پر جواب مل گیا ہے میرے خیال میں۔

محترمہ یاسمین لہڑی: جی میڈم! بالکل مجھے تھوڑی سی اُس پر بات کرنی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی، بولیں۔

محترمہ یاسمین لہڑی: یہ رپورٹ میری table پر رکھی ہوئی ہے۔ پٹ فیڈر کا بہت بڑا اسکینڈل تھا۔ بہت بڑا issue تھا۔ یہاں ہمارے معزز رکن محمد خان لہڑی صاحب قرارداد بھی لیکر آئے تھے۔ کہ جو claim کیا جا رہا ہے، کام کی percentage کا۔ کہ ڈیپارٹمنٹ کہہ رہا ہے کہ 82% کام ہوا ہے۔ جو ٹھیکیدار ہے وہ کہتا ہے کہ ہم نے 80% کام کیا ہے۔ جبکہ ground reality یہ ہے کہ 30% کام ہوا ہے۔ جس پر آپ نے رولنگ دی تھی اور اس کو آپ نے اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا تھا کہ اس matter کو دیکھنا ہے۔ اُس پر میڈم اسپیکر! اسٹینڈنگ کمیٹی نے، میٹنگ کے بعد باقاعدہ ہم نے تحقیقات کی، فیلڈ میں گئے، نصیر آباد۔ اور جتنے بھی وہاں پروجیکٹ کی activities ہوئی تھیں اُن کو ہم نے

visit کیا۔ اُس کے نتیجے میں ڈیپارٹمنٹ والے بھی ہمارے ساتھ تھے۔ اور ڈیپارٹمنٹ کے اعلیٰ آفیسران ہیں اور اُس پر وجیکٹ کا ڈائریکٹر تھا جو بھی عملہ تھا وہ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے جب visit کیا اُس کے نتیجے میں ہم نے report submit کی یہاں اس معزز ایوان میں۔ وہ یہاں سے approved بھی ہوگئی۔ تب پھر میں نے question submit کیا تھا کہ اُس رپورٹ کی follow up کیا ہے؟ جس میں آج یہ رپورٹ ٹیبل ہوئی ہے۔ میڈم اسپیکر! معذرت کے ساتھ، سیکرٹری صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بالکل کسی بھی angle سے یہ رپورٹ satisfactory نہیں ہے۔ یا تو یہ ہے کہ ہمارا جو question تھا جو notice تھا اُس کو صحیح سمجھا نہیں گیا ہے یا granted for لیا گیا ہے۔ میڈم اسپیکر! میرا جو question تھا وہ یہ تھا کہ اُس کے follow up میں ڈیپارٹمنٹ نے کونسا ایکشن لیا ہے۔ اور اب تک وہ کیا progress ہیں۔ یہ بالکل پہلے والی situation ہے، جب ہم تحقیقات کرنے کیلئے جا رہے تھے، وہی پہلے والا picture پیش کی گئی۔ اس کے بعد ہم نے جو activities کی ہیں، جو ہم نے سفارشات مرتب کئے ہیں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اُلٹا یہ ہے کہ جن چیزوں کو ہم نے وہاں reject کیا ہے، انہیں کو دوبارہ سے اس رپورٹ کے اندر سفارش کے طور پر اس ایوان سے منظور کروانے کی سفارش کی جا رہی ہے۔ جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک بات نہیں ہے۔ اُس رپورٹ میں جس consultant firm کو ہم نے روک دیا تھا اسی consultant firm کی، اس رپورٹ کے اندر جو موجودہ رپورٹ table ہوئی ہے۔ اُس کے بقایا جات کو منظور کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو پیسے consultant جو firm لے کر گیا ہے، وہ غلط لے کر گیا ہے۔ اُس نے کس بات کی consultancy لی ہے؟ جبکہ کام اُدھورا ہے، وہاں لوگ ویسے بغیر پانی کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جتنے phases میں کام ہونا تھا، وہ کام مکمل نہیں ہوا ہے۔ گراؤنڈ پر ہم نے جا کے دیکھا ہے وہ بالکل ہم اسی قرارداد کو second کیا ہے جو کہ محمد خان لہڑی صاحب لے کر آئے ہیں۔ رپورٹ کی دوبارہ سے سفارش کی جا رہی ہے کہ consultant firm کو ادائیگی کی جائے۔ کہ ان اداروں کو پیسے دیئے جائیں۔ اور وہاں flood کی وجہ سے کام متاثر ہوا ہے۔ جبکہ ہم نے جو تحقیقات کی ہے، وہ اُس میں بالکل negligence ہے، ٹھیکیداروں کے level پر، consultancy firm کے level پر اور یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوئی ہے۔ بالکل اُس کے against میں یہ رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ بہت serious نوعیت کا issue ہے۔ اور اُس رپورٹ میں ہم نے یہ بھی سفارش کی ہے کہ جو پٹ فیڈر کینال کی جو steering committee ہے، اُس نے بہت موزوں اور بہت logical فیصلے کئے تھے۔ اُن کو implement نہیں کیا گیا۔ ہم نے اُنکو implement کرنے کی سفارش کی ہے اُس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس رپورٹ کے اندر۔ تو میڈم اسپیکر! یہ بہت اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ یہ رپورٹ تسلی بخش نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا پوائنٹ آگیا ہے محترمہ۔ چونکہ اس پر پہلے بھی بہت detail میں بات ہو چکی ہے، ایوان کا بڑا قیمتی ٹائم ہوتا ہے۔ چونکہ وزیر اریگیشن یہاں موجود نہیں ہے۔ انہوں نے تفصیلی جواب دیا ہے آپکو۔ محمد خان صاحب! please آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دیتی ہوں۔ دیکھیں! منسٹر نہیں ہے۔ آپ کو تحریری جواب مل گیا ہے۔ پھر اُس کے بعد دوبارہ بحث کریں گی۔ تو it is not fare۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ محکمہ اریگیشن اُس کا سیکرٹری یہاں تشریف نہیں رکھتا ہے۔ محکمہ اریگیشن! معزز رکن کے concerns ہیں، جو مزید آئے ہیں، تو اُس کو مفصل جواب written میں اُن تک پہنچائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی محمد خان لہڑی صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی (صوبائی وزیر): شکر یہ میڈم اسپیکر! اصل تو میری قرارداد کا مقصد ہی یہی تھا کہ بھئی! وہیں جو کام صرف 20% ہو چکا ہے۔ اور جو ڈیپارٹمنٹ کے through ان کی یہ بات تھی کہ ہم نے 80% کام کیا ہے۔ جب ہم وہیں موقع پر گئے تو ہماری اسٹینڈنگ کمیٹی تھی، سیکرٹری اور چیئر پرسن وہ ساتھ تھے۔ تقریباً جو ہمارے packages تھے، اُن کا ہم نے visit کیا ہے۔ اصل مقصد ہمارا یہ ہے کہ جو پیسے کرپشن کے نظر ہو گئے ہیں اُن کو دیکھا جائے کہ بھئی! جو فرم نے اُن کو دیئے ہیں، کس بنیاد پر دیئے ہیں؟ جب کام ہی نہیں ہوا ہے اُس پر؟ تو اتنے پیسے بھی گئے اور وہ کرپشن کی نذر ہو گئے۔ پھر اس کے علاوہ اگر ابھی سفارشات کر رہے ہیں کہ ہم نے پی اینڈ ڈی میں یہ فلاں چیز، پی سی ون approved کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ اس چیز کے لئے دیئے ہیں۔ ہم تو پہلے کا حساب مانگ رہے ہیں۔ اگر third revise پر جائیں گے تو پھر وہ complete ہوگا۔ پہلے والا حساب ہمیں دے دیں کہ کیا ہے۔ یا اس کو اب دوبارہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تاکہ سیکرٹری صاحب دوبارہ ہمیں بریفنگ دیں اس بارے میں بھئی کیا؟

میڈم اسپیکر: نہیں۔ آپ محمد خان صاحب! آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔ جب یا سمین لہڑی صاحبہ کا جواب آئے گا، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ۔ آپ بھی اپنا تحریری طور پر اُن کے ساتھ attach کر دیں۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ آپ کے سوال کا بھی جواب دے دیگا۔ تاکہ وہ مشترکہ تفصیلی جواب detail میں آجائے، ٹھیک ہے؟ جی۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

آغا سید لیاقت علی: اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا یہاں نہ منسٹر تشریف لاتا ہے۔ اور نہ سیکرٹری۔ اور یہ آپ دیکھ لیں کہ یہ اتنا بڑا issue ہے۔

میڈم اسپیکر: سیکرٹری اریگیشن بیٹھے ہوئے ہیں۔

آغا سید لیاقت علی: سیکرٹری اریگیشن کو تو میں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں۔ اور وہ موجود ہیں وہ چیف منسٹر کا آرڈر بھی نہیں

مانتا ہے۔ وہ اُس کو بھی over-rule کر جاتا ہے۔ تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ منسٹر اریگیشن کو پابند کیا جائے کہ وہ یہاں تشریف لائیں۔ اور ان سوالوں کا جواب باقاعدہ دیں۔ کیونکہ اس اریگیشن کے ڈیپارٹمنٹ سے ہمارے بھی بڑے questions ہیں۔ تو یہ میری گزارش ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ منسٹر اریگیشن کو ہم بتائیں گے کہ وہ تشریف لائیں اور سوالات کے جوابات دیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شمس الدین (سیکرٹری اسمبلی) میر مجیب الرحمن محمد حسنی صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف ایکٹ کی میٹنگ کے سلسلے میں اسلام آباد جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر سرفراز بگٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبید اللہ جان بابت صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف فریضہ حج کی ادائیگی کے بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار رضا بڑتج صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولانا عبدالواسع صاحب بذریعہ فون نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب بذریعہ فون نجی مصروفیات کے بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے

کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ حسن بانور خشتانی صاحبہ نے بذریعہ فون طبیعت ناسازی کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کا منظور کیا جانا۔ وزیر برائے ترقی نسواں، بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر! میں عبدالرحیم زیارتوال وزیر تعلیم، وزیر برائے ترقی نسواں بلوچستان کے جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کو مجلس کے سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کو مجلس کے سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کو مجلس کے سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

وزیر برائے ترقی نسواں بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر! میں عبدالرحیم زیارتوال وزیر تعلیم، وزیر برائے ترقی نسواں بلوچستان کے جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء) کو مجلس کے سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017 مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کمیشن برائے رتبہ خواتین کا مسودہ قانون مصدرہ 2017 مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2017ء کو مجلس کی سفارشات کی بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ اس وقت ہال میں نہیں ہیں۔ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ، اور میرے جتنے بھی ممبر تھے اس کمیٹی کے میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے خواتین ترقی۔ تحریک منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ اس وقت ہال میں نہیں ہے، ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ اور میری جتنے بھی اس کے ممبر تھے اس کمیٹی کے میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے یہ جو ہمارا مسودہ قانون منظور کیا ہے اور اس کی سفارشات پر بہت لگن سے بہت محنت سے کام کیا ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ یقیناً ان کی جتنی بھی کاوشیں ہے وہ قابل ستائش ہے۔ اور ہمارے جتنے بھی ممبران نے اس پر محنت کی ہے وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہے۔ میں ڈاکٹر صاحبہ کو اور ان کی پوری جو کمیٹی ہے اس کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ چونکہ یہ کمیشن جو ہے یہ خواتین کا تحفظ کا کمیشن ہے یہ تمام صوبوں میں بن چکا ہے بلوچستان میں ابھی بنا ہے اور یہ ہمارے لیے ایک بہت خوش آئند بات ہیں جس کے تحت خواتین کے جو مسائل اس کو بڑے اچھے انداز میں جو ہے حل کی طرف جائے گا۔ میں گورنمنٹ کو بھی اور جو ان کے وزیر ہے نواب صاحب کو بھی اس پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جی کشور جنگ صاحبہ!

محترمہ کشور جنگ: میڈم اسپیکر! میں نیشنل کمیشن کی ممبران ثنادرانی اور رخسانہ صاحبہ کو welcome کرتی ہوں اپنی پارٹی کے طرف سے اور یہ جو آج مسودہ پیش ہوا ہے اس کے بابت میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ کہ جب سے ہماری کولیشن گورنمنٹ بنی ہے اس میں جتنے بھی بل پاس ہوئے ہیں یا جو بھی مسودے پاس ہوئے ہیں یہ ہماری ایک بہت بڑی کاوش ہے۔ اس کے لیے ہم ڈاکٹر شمع کو مبارکباد کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے یہ ہوا ہے کہ ہماری خواتین کی تحفظ پہلے سے زیادہ بہتر ہوئی ہے law کی شکل میں قانون کی شکل میں اور ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی جس طرح acid throwing بل پاس ہوا ہے اور harassment کا بل پاس ہوا ہے بچوں کے بل پاس ہوئے ہیں۔ اور ابھی یہ جو مسودہ پاس ہوا ہے ان سب کے لیے میں ڈاکٹر شمع کو اور جو ٹیم اس میں شامل تھی ان سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میڈم اسپیکر: ok thank you۔ جی ڈاکٹر صاحبہ آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔ یہاں میں یہ بھی کہہ دوں کہ ڈاکٹر صاحبہ ناسازی طبیعت کے باوجود انہوں نے بہت time دیا اس کو اور اپنی تمام کاوشیں کمیٹی میں اس کو بروکار لاتے ہوئے مختلف جو انہوں نے جس طرح کشور صاحبہ نے کہا، انہوں نے مختلف bills کو جو منظور کروایا ہے۔ جی ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ : thank you madam speaker۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا کریڈیٹ آپ کو بھی جاتا ہے کیوں کہ آپ کی رہنمائی کے بغیر یہ چیزیں ناممکن تھیں۔ جب سے standing committees بنی ہیں کیونکہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ یہاں standing committees بنی ہیں اور پھر اُس کے بعد انہوں نے اپنا کام شروع کیا ہے۔ پھر جو میری خوش قسمتی یہ ہوئی ہے کہ جو میرے پاس standing committees آئی ہیں جس میں woman development, social welfare, youth, minority, اور پھر جو میری ٹیم تھی۔ اور پھر جو میری خواہشات تھی۔ اور پھر ہمیں برکت، اور ولیم، عارفہ صدیق، گنشام، اور اس کے علاوہ جو میرے ساتھ میرے سیکرٹریز تھے شمس اور طاہر شاہ کا کڑا ان کا ایک بہت بڑا role رہا ہے۔ پھر ہمارے law department سے شوکت صاحب بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ اور پھر ہمارے ساتھ کولی صاحب آئے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ ایک بہت بڑا مسئلہ تھا anti harassment bill, child protection bill اس کے بعد پھر ہمارا رتبہ خواتین اور اس کے بعد person of disable اور پھر عمر رسیدہ جو لوگ تھے اُن کا بل تو اب ہمارے پاس صرف ایک بل رہتا ہے جس پر ہم 6 meeting کر چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بھی رہنمائی ہوگی اور ہمارے ساتھ اس میں میڈیا، سوشل میڈیا اس میں این جی اوز کے تمام لوگوں نے بہت مدد کی۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے میں نے وہی کہا تھا کہ آپ کی رہنمائی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ اس بل کو جتنی جلدی anti harassment ہے اس کو آپ لے کر آئیں تاکہ ہماری خواتین وہ محفوظ ہو سکیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کا کریڈٹ آپ کو اور ہماری پوری اسمبلی کو اور ہمارے جو مرد حضرات ہیں انہوں نے بھی اس کو بہت دل سے قبول کیا ہے۔ اُن تمام لوگوں کا میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ اپوزیشن کی طرف سے۔

سردار عبدالرحمن کھٹیران: جی thank you madam speaker۔ یہ جو بل پاس ہوا ہے ترقی نسواں اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ پہلا کریڈٹ آپ کو جاتا ہے جب آپ وہاں بیٹھی ہوئی تھیں تو اُس وقت سے آپ نے take up کیا پھر آپ یہاں چیئر پر آگئی ہے۔ آپ کی سربراہی میں آپ اس سلسلے میں پھر میں ڈاکٹر شمع کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اس کی چیئر پر سن تھیں۔ گو کہ وہ بچاری مطلب بیمار ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو صحت دے، اُس کا سایہ اُس کی بچی پر ہمیشہ قائم رکھے۔ تو باقی بھی ہماری خواتین جنہوں نے، اور ہمارے جن جن ساتھیوں نے اس پر کام کیا ہے۔ خاص کر میں یہاں ایک شخص کو بھی بڑی خوبصورت اُسکو میں appreciate کرتا ہوں بلکہ اگر اس اسمبلی کے یہ سوا چار سال، میں تو regular ہوں کچھ لوگ تو چھٹی پر چلے جاتے ہیں foreign چلے جاتے ہیں۔ میں چونکہ قیدی ہوں اسی بہانے میں regular آجاتا ہوں اور جتنا میں regular ہوں ایک قیدی کی حیثیت سے اتنا شوکت نہ law department کی

طرف سے regular ہے۔ میں نے کبھی اس کو غیر حاضر یہاں نہیں دیکھا ہے۔ تو میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جیسے energetic officers پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکز سے جو آئے ہیں اور special چیزیں لیتے ہیں۔ تو ان کو appreciate کرنا چاہیے، ان کو back up کرنا چاہیے، ان کی حوصلہ افزائی ہو تو دن رات کام کرتے ہیں تو میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میڈم اسپیکر! مغرب کی اذان ہو گئی ہے تو مہربانی کر کے نماز کا وقفہ دے نہیں تو میں گڑ بڑ کروں گا پھر۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ تشریف لے جائیں ہمارا ایجنڈا بہت لمبا ہے۔ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھ کے آجائے۔ سردار صاحب آپ لوگ call attention پر آپ ایک ایک گھنٹہ لگاتے ہیں۔ تو کم از کم آپ please اپنی نماز کو ادا کریں۔ سردار صاحب اس کمیشن کے اوپر سب ممبرز اپنی رائے دینگے جب تک آپ نماز پڑھ کر آجائیں۔ میری ریکوئسٹ قبول کریں آپ جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: آپ بھی تھوڑی ریٹ کر لیں ایک کپ کافی پی لیں واپس آجاتے ہیں۔ میڈم اسپیکر: جی وہ کرینگے درمیان میں لمبا ہوا تو کرینگے۔ کافی ممبرز نے اس پر بات کرنی ہے۔ اس point کو conclude ہونے دیں ہمارے ممبرز کافی دیر سے بیٹھے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: کون سی والے کو۔

میڈم اسپیکر: اسی کو۔ پھر میں وقفہ کرتی ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: نہیں نہیں قرارداد ہے ادھر نماز۔

میڈم اسپیکر: میں قرارداد کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں اس وقت جو ہمارا مسودہ approve ہوا ہے اس پر باقی ممبرز بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: فنانس والا۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں this is جو خواتین کی ہے ابھی بہت سے ممبر اس پر اپنی رائے دے رہے ہیں۔ اُس کو چلنے دے میں پھر اُس کے بعد وقفہ کرتی ہوں۔ آپ please تشریف لے جائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: آپ کی commitment ہے کہ پھر وقفہ کر رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ جی آپ پڑھیں میں اس کو کرتی ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: جی جی میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی یا سمین لہڑی صاحبہ!

محترمہ یاسمین لہڑی: بہت بہت شکریہ میڈم اسپیکر جو قانون آج منظور ہوا ہے۔ اس میں، میں ضرور کہنا چاہوں گی کہ یہ بہت ایک ایسا مسئلہ تھا کہ باقی تمام صوبوں میں کمیشن بن چکا تھا لیکن بلوچستان میں بہت delay ہوتا جا رہا تھا اور اس میں ضرور میں یہ کہوں گی کہ credit goes to you کہ آپ نے formatively اس process کو speed up کیا۔ اور جب سے ہماری گورنمنٹ آئی ہے خاص طور پر خواتین اور بچوں کے حوالے سے جو ہماری legislation رہی ہے اُس کی کریڈٹ آج ضرور میں اپنی گورنمنٹ کو دوں گی اور ساتھ ساتھ اسٹینڈنگ کمیٹی جس کو head شمع اسحاق صاحبہ کر رہی ہے اُن کو اور اُن کے ممبران کو اور میں شکریہ اسٹینڈنگ کمیٹی کا ادا کروں گی کہ بحیثیت اعزازی مہمان کے ہم ساری خواتین کو اس کمیٹی کا حصہ بنایا اور جو بھی ہمارے inputs تھے اُس میں لیے گئے۔ میں مبارکباد پیش کرتی ہوں یہاں ہماری میڈم رخصانہ صاحبہ بیٹھی ہوئی ہے اُن کو اور اُن کی ٹیم کو اُن کی بھی کافی efforts رہی ہیں اور ساتھ میں جو سول سوسائٹی اور میڈیا کا اس میں بہت بڑا کردار رہا ہے۔ میڈم اسپیکر! آپ خود بھی بہت زیادہ اس حوالے سے active رہی ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے جو خواتین کی condition ہے بہت miserable condition ہے کسی بھی طور ہم اپنی خواتین کی status کو اور condition کو کسی مہذب معاشرے کے indicators کے ساتھ match نہیں کر سکتے اتنا زیادہ وہ ہمارے مسائل ہیں۔ خواتین کی سیاسی مسائل سماجی مسائل، معاشی مسائل بہت زیادہ ہیں۔ جب ہم legislation کرینگے اس کے بعد جو سب سے بڑا اور اہم مسئلہ آتا ہے اُن کی implementation کی۔ ابھی آپ کو میرے خیال میں اس پر زیادہ اسٹینڈنگ کمیٹی کو اور ہم سب کو focus ہو کے کام کرنے کی ضرورت ہے کہ خواتین اور بچوں کے حوالے سے جو legislation ہم نے کی ہے اُس میں اُن کی condition کو بہتر بنانے کے ساتھ خواتین کی پوزیشن ہے کہ فیصلہ ساز اداروں میں خواتین کی participation اُن کو لانا اور اُن کی حیثیت کو گھر کی سطح سے لے کر حکام بالا تک جتنے بھی departments ہیں وہاں تک اُن کی پوزیشن کو بہتر بنانا ہے یہ آپ کی بحیثیت کسٹوڈین آف دی ہاؤس اور woman activist جو آپ رہی ہیں۔ ہماری جتنی یہاں خواتین ہیں ساری active اور لوکل خواتین ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ہمارے جو اسمبلی ممبران ہیں اُن کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جب بھی خواتین related جو بھی یہاں پر issue زیر بحث آئے یا قانون بنا اُس میں انہوں نے ساتھ دیا۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر: thank you۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو بھی، میں پہلے کہنا بھول گئی جو related departments تھے خاص طور پر law department نے بڑی رہنمائی کی ہے ہمیشہ تمام committees نے، تو میں اُن کا بھی thanks کروں گی اور اُن کو بھی مبارکباد پیش کروں گی کہ وہ رات کے دس دس بجے تک بیٹھے رہے اور خاص طور پر جس شخصیت کا نام لیا مناسب نہیں ہے لیکن یہ ایک job کا حصہ ہے لیکن extra ordinary اس ہمارے

سوسائٹی میں اگر کوئی کام کرتا ہے اور دل لگا کر کرتا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ ہمیں اُسے appreciate کرنا چاہیے کہ شوکت صاحب کو کہ انہوں نے بڑا ایک اچھا رول ادا کیا ہے اس میں۔ اور ڈاکٹر صاحبہ میں اُمید رکھتی ہوں کہ تمام خواتین کو مبارک باد دینے کے ساتھ ساتھ کہ بلوچستان کی خواتین کے لیے اگر ہم یہاں اس وقت آپ سب نشستوں پر تشریف رکھتی ہیں اگر ہم کچھ کام کر گئے اور اُن کے لیے اچھی legislation کر گئے تو شاید ہم اپنا حق ادا کر سکیں اُن خواتین کے لیے، حقیقت یہ ہے کہ ہماری خواتین کو بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ لوگوں کی کاوشیں یقیناً گے بھی مستقبل میں مجھے پوری اُمید ہے کہ آپ کی لیڈرشپ میں جو اسٹینڈنگ کمیٹی ہے آپ زیادہ سے زیادہ legislation کرینگے اور بلوچستان کی خواتین کے جو rights ہیں اُن کے لیے کام کرینگے۔ thank you, this house is now adjourn for 15

Minutes for Maghreb prayers

میڈم اسپیکر: جی ابھی اس وقت ایک قرارداد ہے جناب عبدالرحیم زیارتوال، ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صوبائی وزیر ا، سردار رضا محمد بڑیچ مشیر وزیر اعلیٰ بلوچستان، جناب عبدالجید خان اچکزئی صاحب، جناب منظور احمد کٹر صاحب، آغا سید لیاقت علی صاحب، جناب ولیم جان برکت صاحب، محترمہ سپوٹس می صاحبہ، محترمہ معصومہ حیات صاحبہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ سے میں کوئی ایک محرکہ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 93 پیش کریں۔

سید آغا لیاقت علی: ہر گاہ کہ ہمارا صوبہ جو کہ قدرتی معدنی خزانوں سے مالا مال ہے وہاں قدرتی قیمتی نایاب جنگلات بڑے پیمانے پر موجود تھیں انسانی ضروریات کے تحت ان جنگلات کی کٹائی صدیوں سے جاری رہی اور آج یہ نایاب قیمتی جنگلات ختم ہونے کو ہیں۔ صوبہ میں گیس کی دریافت 1954ء سے سوئی بالائی اُوج اور دیگر علاقوں سے گیس کی سپلائی شروع ہوئی جو ملک کے کونے کونے تک پہنچ گئی لیکن آج تک صوبہ کے چند اضلاع کو چھوڑ کر کہیں بھی گیس میسر نہیں اور جن اضلاع میں گیس موجود ہے وہاں سردیوں میں گیس پریشور نہ ہونے کی برابر ہے صوبہ کی گیس سے ملک میں سوئی سدرن اور دیگر کی جائیدادیں کھربوں میں ہے جس کا باقاعدہ حساب کتاب ضروری ہے اس صورت حال میں صوبہ کے تمام اضلاع کو گیس فراہم کرنا مناسب مشترکہ مطالبہ بن چکی ہے تاکہ گیس کی فراہمی سے ماحولیات انسانی زندگی کے لیے جنگلات کی اہمیت اور نایاب قدرتی قیمتی جنگلی اقسام کا تحفظ ممکن ہو سکے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبے کے تمام اضلاع کو بلا تاخیر گیس کی فراہم کرنے کے لیے منصوبہ بندی اور اسکی فراہمی کو یقینی بنائے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 93 پیش ہوئی، کیا محرکین میں سے کوئی ایک محرکہ اپنی قرارداد نمبر 93 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔ نہیں ایک دفعہ محرکہ بولنے دیں تو پھر آپ کو موقع دیتی ہوں۔

سید آغا لیاقت علی: میڈم اسپیکر! میرے خیال میں ہم کافی بول چکے ہیں۔ اور اُس میں، میں تھوڑا سا اس میں اضافہ کروں

گا وہ یہ ہے میڈم اسپیکر! یہ گیس کی سپلائی بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سمجھ لیں، ایک dictator کے زمانے میں یہاں کوئٹہ کو پہنچی یہ گیس پائپ لین تو اس وقت بھی دانستہ طور پر اس صوبے کے ساتھ ظلم کیا گیا۔ اور وہ یہ کہ اس صوبے کی جو ضروریات تھیں اُس کو مد نظر نہیں رکھا گیا اور جو پائپ لین سپلائی جو پائپ لین کے ذریعے سے کی گئی۔ وہ اس صوبے کے ایک شہر کے لیے نہ کافی تھا لیکن ہوا کیا کہ صرف ٹر خانے کی حد تک کوئٹہ ضلع کو یہ سپلائی کی گئی اور بعد میں یہ stand پشین، زیارت، اور قلات تک کیا گیا میڈم اسپیکر! جن اضلاع کو یہ already یہ گیس فراہم کی گئی ہے۔ وہاں سخت سردی پڑتی ہے نومبر، دسمبر، جنوری، فروری، مارچ اُن مہینوں میں کوئٹہ سے لیکر پشین، قلات اور زیارت تمام ضلعوں میں گیس کی سپلائی نہ ہونے کی برابر ہے تو اور اس کے بدلے کیا ہوا کہ سوئی نادرن اور سوئی سدرن گیس کی جو جائیدادیں ہیں۔ وہ اس میں بھی نہیں وہ بعد میں recover ہونے والی گیس سندھ اور خیبر پختون خوا کی گیس سے وہ نہیں بنی ہے۔ یہ صرف اور صرف بلوچستان صوبے کی گیس کی آمدنی سے بنی ہے یہ کھربوں روپے کی جائیدادیں ہیں۔ اگر آپ پائپ لین کو لے لیں اگر آپ distribution کو لے لیں اگر آپ ان کے آفیس کو لے لیں تو یہ کھربوں روپے بنتے ہیں۔ ہمیں ان کھربوں روپے کا بھی حساب چاہیے تاکہ 1954ء سے لے کر 2001 تک سندھ میں گیس recover ہوئی اور اُس کے بعد خیبر پختون خوا میں ہوئی in between جو جائیدادیں بنی ہیں چاہئے وہ سوئی نادرن گیس کی ہوں چاہئے سوئی سدرن گیس کی ہوں یہ تمام کے تمام ملکیت بلوچستان گورنمنٹ کی ہونی چاہئے کیونکہ گیس perperly بلوچستان سے نکلی ہے تو میری اس سلسلے میں استدعا ہے کہ ایک تو گیس سپلائی پائپ لین فوراً سوئی سدرن گیس اس پر غور کر کے اس کی capacity کو بڑھایا جائے اور دوسری اس صوبے کے تمام اضلاع کو یہ گیس مہیا کی جائے اور تیسری اس قرارداد کو مشترکہ ایوان کی قرارداد بنائی جائے اور پاس کر کے فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجی جائے۔ شکر یہ

میڈم اسپیکر: جی سردار عبدالرحمن کھتیر ان صاحب!

سردار عبدالرحمن کھتیر ان: شکر یہ اسپیکر صاحبہ! ایک تو زمرک خان نے آپ سے بھی گزارش کی تھی وہ کسی ضروری میننگ میں چلا گیا ہے اُس کی طرف سے بھی اور ANP کے ساتھی کی طرف سے بھی اُس دن ہم نے گزارش کی تھی۔ کہ کیونکہ یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے تو اس میں جو قراردادیں ہیں اس کی title change کر کے پورے ایوان کی مشترکہ قرارداد کی صورت لے آئیں۔ اس میں ایک دو point addition کروں گا ایک تو یہ جس جس علاقوں میں مطلب ہے easily گیس پہنچ سکتی ہے۔ وہاں تو فوراً طور پر کیونکہ ابھی سردیاں شروع ہو رہی ہے۔ تو جنگل کی کٹائی شروع ہو جائے گی بہت زیادہ نقصانات ہیں دوسرا یہ ہے کہ موجودہ پرائم منسٹر شاہد خان عباسی صاحب یہ PAC کا حکم ہے تو یہ اس میں addition ہو جائے آغا صاحب یہ سردیوں کی سیزن سے پہلے شروع میں gas plant لگا رہے ہیں۔ اور انہیں بھی انہوں نے کہا کہ سوئی گیس کی طرح اُس میں بھی جو natural گیس اُس کی طرح ہم connection دینگے۔ اور

initially ہم چھ ہزار یونٹ ہم چھ ہزار connection دینگے۔ تو اُس کو سرخ فیتہ کی نظر نہ کیا جائے ڈپٹی کمشنرز اور پھر official جی transfer ہو امیں نے اپنی زمین دیدی جی اُن کو آفر letter بھی دیدیا immediately وہ کریں پلانٹ دو مہینے میں لگ جاتا فردر connection دیدیں۔ تو ایک تو یہ قرارداد مشترکہ ہماری سب کی طرف سے تمام دوستوں کی طرف سے اور دوسرا یہ ہے کہ یہ پلانٹ اور گیس مطلب ہے کہ جہاں پر easily ہو سکتی ہے immediately کیونکہ پرائم منسٹر نے خود بھی اعلان کیا ہے کہ 137 دیہات کو ہم اس سال میں، تو اس سال میں اب وہ بیورو کریٹ کی قینچی لگ جائے گی۔

میڈم اسپیکر: please discipline-

سردار عبدالرحمن کھٹیران: جی کیونکہ نئے آنے والوں کے استقبال کے لیے ابھی سے ہی آج فلاں سیکرٹری نہیں ہے آج ایڈیشنل نہیں ہے آج یہ میٹنگ نہیں ہو رہی ہے ایسے کھنچ کوچنگ کے اگلے کے لیے لے جائینگے۔ تو یہ سرخ فیتہ کی نذر نہ ہوں۔ kindly یہ وہ کر دیں thank you very much

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے thank you جی عاصم کر دیلو صاحب!

میر محمد عاصم کر دیلو: مہربانی اسپیکر صاحبہ! ہمارے جو colleagues نے مشترکہ قرارداد نمبر 93 پیش کی ہے کافی اہمیت کی حامل ہے میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اسپیکر صاحبہ! جو ہمارے آغا لیاقت صاحب نے کہا واقعی جب سے قدرتی گیس دریافت ہوئی ہے بلوچستان سے ہی ہوئی ہے آپ اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں۔ جس علاقے سے یہ گیس نکلی تھی وہاں کے son of soil کے وہاں کے مکینوں کو یہ گیس 1990ء میں جب نواب بگٹی صاحب تھے۔ تو ہم جایا کرتے تھے سوئی ڈیرہ بگٹی میں اس کے علاقوں میں جو اُسکی آبادی تھی اُن کو بھی گیس نہیں ملی تھی۔ اس کے علاوہ جیسے لیاقت صاحب نے کہا کہ 1980ء کی دیہائی میں جو گیس کوئٹہ کو ملی ہے میں تو آغا لیاقت صاحب سے کہتا ہوں یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایک dictator کے دور میں وہ بھی گیس fiesta fare کوئٹہ کو ملی اسپیکر صاحبہ! ہمارے جیسے colleague میرے بھائی چھوٹے خالد لانگو صاحب کہہ رہے تھے۔ کہ خالق آباد کو بھی گیس ابھی تک نہیں ملی ہے اُس time مجھے یاد پڑھتا ہے اُس کے پائپ تو بچھائے ہوئے تھے۔ اُس کے بعد پتہ نہیں کیا problem ہے کہ ابھی تک وہاں نہیں پہنچی ہے۔ قلات کا بھی یہی حال ہے جو سردیوں کے موسم میں جو ہمارے لیاقت صاحب کہہ رہے تھے۔ کوئٹہ کو لے لیں ہمارے دوسرے جو سردا ریا ز ہیں پشین کو لے لیں ان اریاز میں بالکل اسپیکر صاحبہ! گیس نہ ہونے کے برابر ہے یقین جانے ہم کوئٹہ میں رہتے ہیں اور اس کے بعد مجھ میں بھی تھوڑی گیس دی ہے۔ ڈھا ڈرا اور اُس کے گاؤں وغیرہ کو گیس نہیں ملی ہے جو اُن کے دیہات ہیں villages ہیں اُن کو بھی نہیں ملی ہے اور جوٹی کا چھوٹا سا اریا ہے اُن کو بھی دی ہے تو اُن کی بھی سردیوں میں بالکل گیس ختم ہو جاتی ہے۔ آپ یقین کریں ادھر جو سردیوں میں گیس چلتی ہی نہیں ہے کیوں کہ اُس میں اتنی

capacity ہی نہیں ہے کہ اُس سے ہیٹر جل سکے تو اسپیکر صاحبہ! ہمارے بولان میں صرف مجھ اور ڈھاڈر کولہلی ہے اُس کے علاوہ ہمارے ہزاروں دیہات ہیں village ہیں جو بڑی گیس پائپ لین وہی سے آتی ہے بولان سے گزر کر آتی ہے اور اسپیکر صاحبہ! عجیب بات ہے جہاں سے گیس آتی ہے وہاں کے لوگوں کو گیس نہیں ملتی ہے وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ بڑی پائپ لین جارہی ہے ہماری بد قسمتی ہے کہ کوئٹہ پہنچ رہی ہے کوئٹہ بھی نہ ہونے کی صورت میں گیس سپلائی بالکل کم ہے وہاں پھر ہمارے جتنے بھی علاقے ہیں تقریباً دو سو کلومیٹر ہمارے علاقوں سے گزرتی ہے مگر ماسوا چارپانچ کلومیٹر ڈھاڈر کے اور ہمارے مجھ کے اور ہمارے علاقوں کو کہیں بھی گیس نہیں ہے اسپیکر صاحبہ! پچھلے دور میں، میں نے تقریباً 6-7 کروڑ روپے جمع کئے تھے۔ دو villages کے لیے نواب صاحب تشریف فرماں ہے حاجی شہر کے لیے جو نواب صاحب کے لوگوں کا گاؤں ہے اور براہیم باران کے لئے چار سال کے بعد گیس مل گئی ہے حاجی شہر کے پائپ بچھے ہوئے ہیں۔ نواب صاحب اُس کی شاہد ہی دینگے گیس ابھی تک ادھر start نہیں ہوئی ہے کچھ شہر میں بچھائی ہوئی ہے۔ اسپیکر صاحبہ! آپ اُس کا اندازہ کریں پیسے بھی جمع کئے ہیں۔ اور تقریباً آٹھ سال ہو گئے ہیں نواب صاحب اُس کے پیسے بھی جمع ہیں ہمارے دو villages جو کو گیس ایک کولہلی اور دوسرے کو یقین دہانی کرائی ہے ہم دیدینگے۔ اُس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ ہمارے بولان کے ہزاروں villages ہیں اگر آٹھ سال میں ہم نے اپنے فنڈ سے پیسے بھی دیئے ہیں اسپیکر صاحبہ! آپ اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتی ہیں کہ 7 سال پہلے انتظار کیا 7 سال اور انتظار کریں پھر ہمارے 6-7 گاؤں کو گیس مل جائے گی۔ تو اسپیکر صاحبہ! یہ ایوان آپ کے توسط سے ہم فیڈرل گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے ہیں ہمیں اس ریشوں سے جو آپ گیس دے رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: تمام معزز اراکین اسمبلی کی جانب سے جو محترمہ یاسمین لہڑی کی call attention notice پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے کہ اُن کے جواب سے کیسکو کی کارکردگی سے اور مختلف suggestions اور اپنے علاقے کے حوالے سے اُنہوں نے شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ تو جس طرح سے گورنمنٹ سائیڈ سے اور اپوزیشن سائیڈ سے بھی یہ رائے آگئی ہے کہ کیسکو چیف کو، ویسے تو ہم کیسکو چیف کو میرے خیال میں مجھ سے پہلے بھی جو اسپیکر تھے اور ابھی بھی کافی دفعہ اُنہیں بلا یا گیا، اُنہوں نے بریفنگ دی، اُنہوں نے وعدے کیئے، اُنہوں نے بتایا کہ ہم یہ سارے کام کر چکے ہیں۔ لیکن یہ بار بار، چونکہ ہم رول کے مطابق جاتے ہیں ہمارے پاس یہی ہے ایک mechanism ہے کہ ہم اُنہیں بلائیں، جس طرح سے رجیم زیارتوال صاحب نے بھی کہا کہ اُنہیں چیئرمین میں بلائے ہیں یا آپ الگ سے اپنی کمیٹی مینٹنگ میں بیٹھ جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ کو، میں کمیٹی میں، یہ عید کے بعد آپ سب کی رائے سے میں معزز اراکین کے لئے بریفنگ کا اہتمام کروں گی اور اُس میں آپ تمام with the papers جو ہیں وہ آپ لے کے آجائیں۔ تاکہ دوسری پارٹی کو اپنی explain کرنے کا موقع ملے کہ کہاں کہاں کیا چیز ہے اور وہ کس طرح سے ہمارے معزز اراکین کے تحفظات کا جواب

دیں گے۔ تو انشاء اللہ عید کے بعد کیسکو چیف کمیٹی روم میں آئیں گے اور آپ تمام اراکین کے ساتھ بیٹھیں گے اور آپ کے تمام تحفظات کا جواب دیں گے۔

میر محمد عاصم کردگیلو: تو خالد جان میں اسپیکر کے توسط سے آپ کو بتاوں اسپیکر صاحبہ آ کے یہ میں ایک مثال دے رہا ہوں آپ خود اس کا اندازہ کریں کہ مستقبل میں ہمارے کتنے کلیوں کو گیس مل سکتی ہے اسپیکر صاحبہ! آپ ہی مطالبہ کر سکتی ہیں اور اس کا اندازہ لگا سکتی ہیں ہمارے لوگ صرف پائپ کو دیکھ سکتے ہیں مگر اس گیس سے وہ بیچارے یوٹیلائز نہیں کر سکتے ہیں بی بی اس سے پہلے بھی میں نے اسی اسمبلی کے فلور پر 1990 میں کہا تھا کہ ہماری ٹرین دو سو کلومیٹر ہمارے بولان سے گزرتی ہے مگر لوگ اس سے دیکھ سکتے ہیں لیکن اس میں سواری نہیں کر سکتے اسپیکر صاحبہ! وجہ یہ ہے جتنے بھی ہمارے اسٹیشن تھے پرانے وہ ساروں کو بند کر دیا گیا ہے ابھی ایک مجھ دوسرا سب سے جو ہمارے تاریخی اسٹیشن تھے ڈنگڑا تھا مٹھڑی تھی بحری تھا وہ ساروں کو بند کر دیا گیا ہے صرف میرے حلقے میں مجھ آتا ہے سب سے بھی ہمارے حلقے میں نہیں آتا ہے وہاں بھی لوگ صرف اس ٹرین کو دیکھ سکتے ہیں اس میں سواری نہیں کر سکتے اسپیکر صاحبہ! میرا مقصد کہنے کا یہ ہے ہم بھی پاکستانی ہیں ہم بھی بلوچستانی ہیں ہم بھی اس مٹی son of soil ہیں جو سہولتیں دوسرے صوبوں میں تمام بستیوں کو ویلیجوں کو دیے گئے ہیں ہم بھی ان کی طرح انسان ہیں ہمیں بھی یہ سہولتیں دی جائیں آخر ہمارا قصور ہی کیا ہے؟ کہ ہمیں تعلیم میں پیچھے آپ دیکھیں جو ہمارے کمیونیکیشن میں پیچھے ہماری ہیلتھ میں ہم پیچھے پینے کو پانی ہمیں نہیں ملتا ابھی آپ اس اسمبلی کے فلور پر میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا بی بی ایک اسکیم جو ہماری پوری بھاگ ناڑی جو ہماری تحصیل ہے وہاں لوگوں کو پینے کیلئے پانی نہیں ہے وہاں سپائٹس بی بی بالکل عام ہے لوگ مر رہے ہیں اس سے پہلے جو میں فنانس منسٹر تھا میں نے وہ اسکیم شروع کی تھی فیس ون کچی پلانٹ وائرسپرائی اسکیم اس کی فیس مکمل ہوئی مگر دوسری فیس کیلئے پچھلے سال ایک ارب ستر کروڑ روپے رکھے گئے مگر ستر کروڑ اس کی الوکیشن رکھی گئی مگر اس میں سے پچھلے سال صرف بیس کروڑ دیے گئے اور اس سال صرف پندرہ کروڑ اس کیلئے رکھے ہیں اگر اس حساب سے اسپیکر صاحبہ! آپ اس کو لے لیں یہ بیس سال میں مکمل ہوگی اس کی افادیت بھی ختم ہو جائیگی جو لوگوں کو صاف پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ کے سامنے ابھی ہمارے پی اینڈ ڈی کے منسٹر وہ نہیں ہیں زیارتوال صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر مہربانی کر کے جو لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہ ہو اور ہمارے چالیس پچاس بلین لپس ہو جائیں بی بی آپ کی توسط سے میں زیارتوال اسی اسکیم کو نوٹ کریں پچھلی دفعہ بھی پی اینڈ ڈی کے منسٹر نے نوٹ کیا تھا تاکہ ان غریب بیچاروں کو صاف پانی میسر ہو پینے کیلئے۔ شکر یہ میڈم اسپیکر: شکر یہ۔ جی خالد لاگو صاحب۔

میر خالد خان لاگو: شکر یہ میڈم اسپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ قرارداد جو کا زیارتوال اور دوسرے دوستوں نے لائی ہے یہ بہت اہمیت کی حامل ہے چونکہ وقت بھی کم ہے میں مختصر اس پر کوشش کرونگا۔ میڈم اسپیکر! یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے یہ

ملک ہمارا ہے ہم سب نے اس ملک کو چلانا ہے اللہ اس ملک کو سلامت رکھے لیکن حقیقتاً جو تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی چونکہ فیڈرل گورنمنٹ میں مرکز میں بیوروکریسی میں چونکہ ہمارے لوگ نہیں ہیں ہمارے صوبے کے لوگ نہیں ہیں جیسے کل کسی دوست نے کہا کہ سوئی گیس سوئی سے نکلتی ہے بلوچستان سے نکلتی ہے ہم نے پورے پاکستان کو گیس دی ہے اور لوگ گھروں میں بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں کمرشل حوالے سے صنعتیں چل رہی ہیں لیکن unfortunately ہمارے علاقے میں ہمیں آج کوئٹہ میں میڈم اسپیکر! ہم سب یہیں کے رہنے والے لوگ ہیں ریلوے سوسائٹی میں میرا گھر ہے میڈم آپ یقین کریں دسمبر جنوری میں یہاں بالکل پریشر نہیں ہوتا ہے گیس کی چونکہ پائپ لائنز وہی پرانی نیچی ہوئی ہے پرانی آبادی کے حوالے سے نیچی ہوئی ہے تو ان کو اس کے بعد نئے پائپ لائنز نہیں بچھائے گئے ہیں پریشر کم آتا ہے باقی دیہاتوں کی بات تو ہم کیا کریں اب قلات تقریباً میرے خیال جب ظفر اللہ جمالی صاحب وزیر اعظم تھے اس وقت قلات سٹی کو گیس فراہم کی گئی تو ہمارے خالق آباد سے گزری ہے گیس لیکن ادھر لوگوں کے مین روڈ کے اوپر لوگوں کے گھر ہیں سوگنز دو سوگنز روڈ کے اوپر لیکن لوگوں کو گیس نہیں دی گئی ہے تو ظاہر ہے ہمارا ملک ہے ہم اپنے حقوق کیلئے بات کریں گے ہمارے عوام کا حق ہے انہوں نے ہمیں اسمبلی میں بھیجا ہے ہم ان کے حقوق کیلئے بات کریں لیکن یہ میری آپ سے گزارش ہوگی الحمد للہ آپ کچھلے جو ڈیڑھ دو سال سے جس طرح آپ اسمبلی کو چلا رہے ہیں لیکن آپ کی گوڈ آفس سے یہ جو ہماری قراردادیں یہاں سے منظور ہوتی ہیں میری آپ سے گزارش ہوگی کہ آپ کے گوڈ آفس سے بالکل ان کو پرسوں کیا جائے اور سختی کیساتھ جو فیڈرل گورنمنٹ کے حوالے سے ہمارے جو قراردادیں ہوتی ہیں ان کو پرسوں کیا جائے اور ان پر زور دیا جائے کہ ان پر عمل بھی کیا جائے ان پر عملدرآمد کرانے کی آپ چونکہ ظاہر آپ کے توسط سے آپ کسٹوڈین ہیں تو قرارداد وغیرہ ہم جو پاس کرتے ہیں تو میں پھر آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ آپ کے گوڈ آفس سے فیڈرل گورنمنٹ کیساتھ ایسے روابط ہونے چاہئیں کہ یہ جو ہماری قرارداد پاس ہوتی ہیں یہ ردی کی ٹوکری میں نہ جائے اور ان کو اہمیت بھی دی جائے اور ان کی اہمیت کو سمجھا بھی جائے اور ہمیں ان کی اہمیت کو باور بھی کرانا چاہیے تو میں اس قرارداد کی نیشنل پارٹی کی طرف سے اپنی طرف سے بھرپور حمایت کرتا ہوں ہاؤس کی طرف سے بالکل حمایت کرتا ہوں اور ہاؤس کی قرارداد اس کو بنائی جائے پورے ہاؤس کی طرف سے اور اس پر چونکہ کچھلی دفعہ لائے تھے ہرنائی کی اور اس دفعہ میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کو پورے بلوچستان کی بنائی۔ شکر یہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی شکر یہ۔ جیسے کے تمام معزز اراکین کی رائے ہے کہ کچھلے سیشن میں ہماری ڈسکشن ہوئی تھی تمام کی رائے تھی کہ یہ ایک مسئلہ ہے جس میں بلوچستان کے تمام اضلاع جو ہیں وہ متاثر ہیں تو اس قرارداد کو پورے ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد کی طور پر پیش کیا جائے تو تمام ممبران کی یہی اصرار ہونا چاہیے اور یقیناً اس پر کسی کا کوئی دورائے نہیں ہے تو میں ایوان کی رائے لیتی ہوں کہ کیا مشترکہ قرارداد نمبر 93 کو تمام ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد دیا جائے؟ اب میں اس کی

منظوری کی بات کرتی ہوں آیا تمام ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد نمبر 93 کو منظور کیا جائے؟ تمام ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد نمبر 93 منظور ہوئی۔ میں بلکہ اس پر آپ کی رائے بھی لوگی زیارتوال صاحب آپ کی بھی کہ میں چاہتی ہوں کہ جتنے بھی بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کے گوڈ آفیس فیڈرل معاملات پر ریزولیشن کو ہم بار بار لکھتے ہیں ریٹائرمنٹ کرتے ہیں تو میں چاہتی ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دوں تاکہ یہ تمام جتنے بھی فیڈرل سبجیکٹ ہیں جس میں ہماری قراردادیں منظور ہوئیں جس میں گیس، بجلی اور بلیو پاسپورٹ کے حوالے سے اور جتنے بھی پانی ہے بہت سی چیزیں ہیں تو اس کیلئے میں ایک کمیٹی تشکیل دینا چاہتی ہوں اور ان کے ناموں کا اعلان میں بعد میں کرونگی چیئر میں تاکہ ایک وفد کی شکل میں یہ کمیٹی جائے اور ان تمام اداروں سے وہ بات کریں ریزولیشن اپنی ساتھ لیکر جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ چیئر مین سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے اسپیکر سے بھی آپ ملاقات کریں تو میں چاہتی ہوں کہ میں اس کمیٹی کا آج اعلان کروں۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! آپ کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں یہاں میں کل بھی آپ کو بتا چکا ہوں انٹر پرائونٹل کوارڈینیشن ہمارا ایک سیکرٹری ہے آپ کی آفیس میں اس کو بلایا جائے اور سیکرٹری کیساتھ مل کے جو جو ہمارے معاملات ہیں پھر خصوصاً قراردادوں کی وہ ہیں وہ اٹھا کے ان کے پاس لیجا بیگی میڈم اسپیکر! میں صرف اتنی سی گزارش آپ کے سامنے رکھتا ہوں پچھلی اسمبلی میں 2002 سے 2007 تک جو اسمبلی تھی اس میں جتنی بھی قراردادیں پاس ہوئی تھیں ایک پر بھی وہاں سے عملدرآمد نہیں ہوا پیپلز پارٹی کی جو گورنمنٹ آئی انہوں نے ہماری ان قراردادوں پر اسمبلی میں تومی اسمبلی میں ایک وہ پیش کی تھی کہ جتنی قراردادیں التوا میں ہیں جو منظور ہوئی ہیں پرائونٹل سے آئی ہیں ان تمام قراردادوں پر انہوں نے عملدرآمد کر دیا پھر اس میں جو پیکج کی بات ہے وہ بھی اس کا حصہ تھا باقی تمام چیزیں تو میں پیپلز پارٹی اور اس وقت کی گورنمنٹ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری قراردادوں پر عملدرآمد کر لیا اب جو بات ہے اب یہ جو تمام چیزیں ہیں اس کو اکٹھا کرنا چاہیے کمیٹی بھی بننی چاہیے اور ہمارا اپنا سیکرٹری ہے ان کو بھی بلا کے کس طریقے سے خود وزیراعظم کے سامنے ہم یہ چیزیں رکھیں گے کہ اگر کسی بھی اسمبلی کی قراردادوں کیساتھ یہ کیا جاتا ہے کہ وہ پاس کریں اور آپ کے پاس آئے اور آپ اس کو پھینکتے جائیں تو یہ وہ اچھا سلوک نہیں ہے تو اس بنیاد پر ہماری جتنی بھی قراردادیں ہیں اور جو پریکٹیکل ہیں اور ہماری ضرورتیں ہیں اور وفاق ہمیں بہت سی چیزوں میں نظر انداز کر رہی ہے تو وہ اس کو روکنے کیلئے ہماری یہ چیزیں ہیں سی سی سی آئی میں لے جاتے ہیں جہاں اس کو ڈی بیٹ کرتے ہیں اس پر ہو جائیں اور ہماری چیزیں ایسی نہیں ہیں مثال کے طور پر آج کی ایک قرارداد ہے آپ اس کو پاس کرنے جا رہے ہیں میڈم اسپیکر! آج بھی ہم گورنمنٹ میں ہیں اپوزیشن کو اٹھانا چاہیے بلکہ کل بھی دوستوں نے یہ بات رکھی ہمیں آج بھی گیس ویل ہیڈ پرائس اور کنزومر پرائس کا جو فرق ہے ہمیں اس سے کوئی آگاہ نہیں کر رہے ہیں ہمیں نہیں مل رہا ہے آپ کی گیس بہت سے کارخانوں کو سبسڈی ریٹ پر دی جا رہی ہے ہم غریب صوبہ ہیں ہمیں اس سے فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے آپ کی جو

گیس ہے ایک معنی ہے آپ کی گیس سستی ہے اور باقی صوبوں سے جو گیس نکالی جا رہی ہے وہ ہنگی ہے پھر سب کو ملاتے ہیں ملا کے پھر بھیجتے ہیں تو ہماری اس میں جو رائیٹ بنتی ہے یہ خود پچاس ارب روپے سے زیادہ ہیں کیلکولیشن صحیح معنوں میں کی جائے تو کہنے کا مقصد یہ ہے گیس آپ کی اور پورے پاکستان میں کھربوں کی جائیدادیں اس سے بن گئی ہیں پورے پاکستان میں لائین بھیج گئی ہیں اور آپ کا صوبہ اس سے محروم ہے تو یہ جو چیزیں ہیں آپ کی بات درست ہے میں اس کو سینڈ کرتا ہوں باقاعدہ کمیٹی بنے اور صوبے کی حیثیت سے وفاق کی ایک اکائی کی حیثیت سے ہمارے رائٹس ہیں اور اسکو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے تو نظر اندازی کی یہ صورتحال ہمیں کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں ہے اور جو چیزیں اعلان ہوتی ہیں اس پر عملدرآمد ہونا چاہیے اس پر جانا چاہیے مثال کے طور پر ایوان کا ٹائم سارے دوست تھکے ہوئے ہیں پچھلے سال جو ہمارے ڈیمز منظور ہوئے تھے اب اگر اس طرح کی چیزیں ہیں ڈیمز منظور ہوئے تھے اور ان کیلئے الیکشن پانچ پانچ دس دس کروڑ روپے رکھے تھے۔ چھ ہمارے اور ڈیمز ان کے پاس پڑے ہیں وہ پاس نہیں ہوئے ہیں اس سال وہی ڈیم فیڈرل پی ایس ڈی پی میں نئی اسکیمات کے طور پر reflect ہوئے اور پچھلے سال ہمارے ساتھ تین ارب کا وعدہ کیا تھا ایک ارب ساٹھ کروڑ کی الیکشن تھی ان کیلئے وہ سارے کے سارے رہ گئے اور اس سال انہی ڈیموں کیلئے پانچ پانچ کروڑ روپے رکھے ہیں تو اس کا مطلب یہ کلیئر کٹ وائلین اور وزیراعظم صاحب آئے تھے میں نے پچھلی پی ایس ڈی پی اور اس پی ایس ڈی پی کی یہ تمام چیزیں لگا کے ان کو دیدی کہ بابا یہ ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے، یہ ہو رہا ہے تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے پاس ثبوت کے طور پر بہت سی چیزیں ہیں آپ کے گوڈ آفیس سے یہ تمام چیزیں اکٹھی ہو کے تمام قراردادیں سامنے آنی چاہئیں جتنے بھی آئے ہیں اور آپ کی طرف سے جس تاریخ کو بھجوائے گئے ہیں اگر آپ کے پاس کوئی جواب ان کا آیا ہے وہ بھی ساتھ ہوا اور ڈیمینشن کمیٹی انٹرپرائز کو اور ڈیمینشن کمیٹی کا جو سیکرٹری ہے اس کو بلاتے ہیں سب بیٹھ کے کہ کیا کرنا ہے کس طریقے سے کرنا ہے ہم اس کیلئے حاضر ہیں گورنمنٹ کی طرف سے۔ شکریہ

میڈم اسپیکر: محترمہ شاہدہ روف صاحبہ آپ اپنے call attention notice سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔
 محترمہ شاہدہ روف: thank you اسپیکر صاحبہ! توجہ دلاؤ نوٹس۔ کیا یہ درست کہ consolidated fund کا بیلنس تقریباً دو ارب رہ گئے ہیں اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے ذرائع کے مطابق نو ماہ میں ایک ارب اور بارہ دن میں 42 ارب روپے خرچ ہوئے ہیں اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس صورتحال میں صوبائی حکومت کو اور ڈرافٹ لینا پڑیگا جس پر ہر گھنٹے کے بعد انٹرسٹ (سود) ہوگا نیز اتنی کثیر رقم نکالنے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ رقم کہاں خرچ ہونی مکمل تفصیلات فراہم کی جائے۔

میڈم اسپیکر: چونکہ وزیر خزانہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہے ان کی طبیعت خراب ہے اور انہوں نے رخصت کی

درخواست دی ہوئی ہے اسمبلی کو تو میں محکمہ مالیات میں جو فنڈس ڈیپارٹمنٹ نے محترمہ آپ تک چونکہ وہ جواب لیٹ آیا ہے اور جواب آپ تک تحریری پہنچ گیا ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بالکل اسپیکر صاحبہ! یہ ایک سیکنڈ پہلے مجھ تک پہنچا ہے۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی بالکل ابھی مجھ تک بھی پہنچا ہے چونکہ ہم اس کو پرنٹ نہیں کر سکتے تو میں اسمبلی کو فی الحال بتا دوں کہ چونکہ ابھی پہنچا ہوں اور جو باقی ممبران کو اس کا جواب جو فوٹو سٹیٹ ہے وہ نہیں مل سکی ہے تو محرکہ کو مل چکی ہے تو آپ بتائیں آگے کیا اس کے جواب کے متعلق اور کوئی سپلیمنٹری ہے یا کچھ آپ۔۔۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اس میں سب سے پہلے تو ایک point یہ raise کرنا چاہو گی اسپیکر صاحبہ! جس دن میں نے یہ point of order پر raise کیا تھا آپ کی اپنی یہ رولنگ تھی آپ سے یہ کہنا تھا کہ یہ بہت اچھا point ہے کیونکہ اس دن ہمارے وزیر خزانہ یہاں تشریف رکھتے تھے میں نے ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی لئے point of order پر یہ question کیا تھا انہوں نے کہا یہ آپ کی اپنی یہ کہنا تھا کہ یہ بہت اہم ہے اس کو question کی form میں لے آئیں، جب میں توجہ دلاؤ نوٹس پر لے کے آئی تو ابھی آخری ہمارا سیشن ہے اور منسٹرز جل غائب ہے میں یہ کہہ رہی ہوں کہ میرے پاس اخبار ہے اس وقت 26 اگست کا جس کے اندر front page پر خبر چھپی تھی نومبر میں ایک بارہ دن میں 42 ارب کیسے خرچ ہوئے، مجید اچکزئی، مجید اچکزئی ایک بڑا نام ہے پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے اور یہ پی ایس سی کی جس دن میٹنگ ہوئی ہے یہ اس کی بعد کی بات ہے میں point of view سے ایک دن پہلے raise کیا ہے اس سے آگے دن یہ میٹنگ ہوئی ہے جس میں یہ اخباروں کی زینت بنی ہے میں اس وقت اگر یہاں منسٹر صاحب ہوتے تو صرف ایک question یہ کرتی بلکہ اگر مجید اچکزئی صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں جب کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے اس کے اندر آپ کے سرکاری ایفیرن بیٹھے ہوتے ہیں کیا اس میٹنگ کے اندر آپ کا کوئی سیکرٹری بھی نہیں تھا جو آپ کو یہ بتاتا کہ آپ اتنی بڑی بات کر رہے ہیں تو وہ غلط ہے یا اتنا بڑا ایٹھوا ایک اخبار کی زینت بنی ہے آپ کی بلوچستان حکومت ایگزسٹ کرتی ہے جس کا ایک سکو پرسن ہے کیا وہ ڈنائی نہیں کرے گا ایک لائن میں ایک جملہ کہہ کے کہ یہ سب غلط ہے یعنی چیزوں کو اتنا ٹائم کیوں دیا جاتا ہے کہ وہ ابہام پیدا کرتی چلی جائے ابھی بھی جو یہ question کا answer آیا ہے میں بالکل سینیسیفائیڈ نہیں ہوں کیونکہ اس کے اندر جو بات کی گئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ نومبر کا ترقیاتی اور غیر ترقیاتی خرچہ بشمول فارن پراجیکٹس اور وفاقی گرانٹس جو بھی انہوں نے آگے دیا ہوا ہے..... if i am not دو سو دو بلین لکھا ہوا ہے شاید اگر میں نہیں یہ صرف میرے پاس ہیں زیارتوال صاحب یہ ابھی ایک سیکنڈ پہلے مجھے ملا ہے۔

میڈم اسپیکر: ابھی پہنچا ہے زیارتوال صاحب میں اس کی آپ کو بتا چکی ہوں ابھی کا پی کر رہے ہیں جی ابھی کر رہے

he his to perpair he his to perpaired answer تو وہ آپ کا اچھا سوال ہے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بہر حال اسپیکر صاحبہ! I am not agree! میں اس سے سیٹھائی نہیں ہوں

میڈم اسپیکر: جواب سے آپ سیٹھائی نہیں ہیں

محترمہ شاہدہ رؤف: جی میڈم۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی زیارتوال صاحب آپ جواب دینگے۔

وزیر تعلیم: توجہ دلاؤ نوٹس جو دیا گیا اگر آپ اس کو پڑھ لیں گے کیا یہ درست ہے consolidated fund

میڈم اسپیکر: سیکرٹری صاحب یہ جواب کی نوٹو کا پیڑ جلد از جلد کرائیں تمام ممبرز کو دیں، جی۔

وزیر تعلیم: consolidated fund کا بیلنس کونسا consolidated fund یہ جو لکھا ہوا ہے یہ وفاق

میں بھی ہوا کرتا ہے یہ پرائونٹس میں ہوا کرتا ہے جو پیسے ہمارے پاس آجاتے ہیں صوبے کے پاس جس جس بھی مد میں آجاتے

ہیں اس کو یا تو پرائونٹس آئینی پرائونٹس ہیں consolidated fund ہیں یا فائڈرل یہاں اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے پھر یہ

اٹھ ماہ نومبر پھر 45 پھر فلاں فلاں تو اس طرح کی غیر واضح question اگر آپ کے پاس کوئی فیکرز ہیں date wise تو

آپ لے آئیں صرف اخبار کی بیان پر اس قسم کے سوالات نہیں کہنے جاسکتے آپ کے پاس اس کا پورا وہ ہونا چاہیے اب میں کیا

جواب دوں گورنمنٹ کی حیثیت سے کہ کوئی فنڈ کی بات کر رہے ہیں پرائونٹس کی یا فائڈرل کی ہے کس کی ہیں یہ فنڈ۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: میں آپ کو ٹائم دوں گی ایک منٹ جی۔

محترمہ شاہدہ رؤف: کیا وہ انہی پارٹی کی بندے نہیں ہیں جو پی ایس سی کا چیئرمین ہے۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا ہے ٹھیک شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: عبدالرحیم زیارتوال صاحب خود کہتے ہیں کہ میں کس کی مانوں کیا جواب دوں آپ پرائونٹس۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم: معلومات کیا ہیں اس پر بات کریں گے اخباروں کی اس پر نہیں جاسکتے۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب کا صرف کہنا یہ تھا کہ آپ صرف پرائونٹس word لکھ دیتیں تو مناسب ہوتا،

جی مجید اچکزئی صاحب۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! یہ کافی دنوں سے یہ پیپرز کی زینت بنی ہوئی ہے پی ایس سی کے میٹنگ کے بعد

کہ یہ ایک ارب نومبر میں اور فلاں، اور اس کو ایک سیاسی ایشو بھی بنایا گیا ہے میں کل ادھر جیل میں پڑھ رہا تھا کہ ہمارے سابقہ

منسٹری ڈی اے بسم اللہ کا کڑ کا بھی statement تھا کہ صوبے میں یہ کیا ہو رہا ہے کیا صوبے کے عوام کو پتہ نہیں ہے کہ اس

کے اوپر دس سال کی پابندی ہے اور کروڑوں روپے کا جرمانہ ہے اور وہ پانچ سال جیل میں نہیں تھا پی ایس سی کی میٹنگ آپ

دیکھ لیں میں محترمہ شاہدہ روف صاحبہ سے بھی یہ کہوگا کہ پی ایس سی میٹنگ میں question raise ہوتے ہیں ایز پی ایس سی چیئرمین کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ money اتنے period میں نکلی ہے اتنے پریڈ میں یہ استعمال ہوئی ہے یہ اخبار والے تو ہیڈ لائنز دیدیتے ہیں وہ تو ان کی مرضی ہے کیونکہ ہم سے وہ آزاد ہیں دوسری بات میڈم اسپیکر! فنانس ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا گیا ہے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ پچھلے فنانس ایریا میں انہوں نے لاسٹ ریلیز کتنی کتنی amount کس کس ڈیپارٹمنٹ کو کی ہے یہ تو آجایگا سیکرٹری فنانس بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ کہنا مطلب کہ میں اس کولیشن گورنمنٹ کا حصہ ہوں اور اس کولیشن گورنمنٹ کا اپنا ہی نمائندہ وہ ان پر گواہ ہے یہ غلط بات ہے کرپشن کی بات، اگر آپ کرپشن کی بات کریں تو این ایف سی کے ایوارڈ کے بعد جو تماشہ آپ کو ایک ماہ بعد نظر آئیگا وہ پھر آپ بھول جائینگے آپ ذرا پی ایس سی کو اپنا کام کرنے دیں میں اس فلور پر پہلے بھی کہہ چکا ہوں آپ پی ایس سی کو کام کرنے دیں ہم آپ کو بتائینگے کہ 2009ء میں این ایف سی ایوارڈ کے بعد جو ڈیٹ کی رپورٹ آرہی ہے جو ابھی تک آئی ہے کیا ہوا ہے؟ اس میں میرا وعدہ ہے اس فلور پر ہر ممبر سے کوئی بات نہیں چھپائی جائیگی مگر اس کو اپنی سیاسی اس میں نہ لیا جائے مولانا واسع صاحب یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ موجودہ گورنمنٹ کرپشن کے بیچ پر ہے پھر تو بات قلعہ سیف اللہ اور ہندو باغ میں بہت بڑے پیمانے پر کام ہو رہے ہیں آڈیٹ کی ٹیم جو کر رہی ہے کیا فرق پڑتا ہے ہندو باغ یا مسلم باغ میں ہندو باغ کو نگاہیں اس کے ساتھ ساتھ میرا right ہے یہ نام بھی ہندو باغ ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب please بیٹھ کے گفتگو نہ کریں۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! اچھا میں اس فلور پر کہتا ہوں۔

میر محمد عاصم کردگیلو: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: وہ بات کر رہے ہیں۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: میں اپنی بات کر رہا ہوں نہیں آپ کیوں دے رہے ہیں میں اپنی بات complete

کر لوں آپ مجھے بات کرنے دیں پھر جواب دیدیں (مداخلت - شور)

میڈم اسپیکر: گیلو صاحب ان کو پہلے complete کرنے دیں پھر میں آپ کو مواقع دیتی ہوں آپ بیٹھیں۔

جناب عبدالحمید خان اچکزئی: نہیں آپ نے نیا تماشہ بنا دیا ہے کہ ہم دیکھ لیں آپ کونسا، مجھے تو اپنی بات complete

کرنے دیں نہیں میڈم اسپیکر! یہ فلور آپ نے کس کو دیا ہے پہلے فائل کر لیں۔۔۔۔ (مداخلت - شور، مائیک بند) بہت کچھ

سامنے آرہا ہے، فنانس کا بچھلاٹنور بھی آرہا ہے آپ چھوڑ دیں بات for God sake۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب ایک منٹ گیلو صاحب آپ ضرور اپنی بات کریں۔۔۔۔ (مداخلت - شور، مائیک بند)

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں میڈم اسپیکر! آپ نے فلور کس کو دیا ہے، نہیں آپ اگر مجھے چھوڑ دیں میں اپنی بات کر لوں۔۔۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب ایک منٹ میں نے آپ کو دیا ہے ایک منٹ ٹھہریں آپ، آپ لوگ please بیٹھیں ایک دفعہ انہیں complete کرنے دیں۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند) چلیں گیلو صاحب جی مجید صاحب please آپ اپنی بات کر لیں۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! آپ دیکھ لیں یہ موجودہ گورنمنٹ، کچھلی ڈھائی سالہ گورنمنٹ یا اس سے پہلے والی گورنمنٹ دیکھیں پی ایس سی میں یہ ڈیپارٹمنٹ ہو چکا ہے کہ ہم نے دو گورنمنٹس کے ٹینور کا پریڈ لیمنٹ ہے for God sake just late me میں بات کر رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت، مائیک بند)

میڈم اسپیکر: گیلو صاحب ایک دفعہ انہیں complete کرنے دیں، ٹھیک ہے مجید صاحب please آپ نام نہ لیں آپ کی مجھے پی ایس سی کی کمیٹی کی۔۔۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں open hand ہے میرے پاس open hand ہے میڈم اسپیکر! میں یہ کہتا ہوں، میڈم اسپیکر میں یہ کہنا چاہتا ہوں دیکھیں۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: ابھی تک کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی ہے آپ نام نالیں، نام نالیں please جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں ریسیٹ کے دور کا کچھلی گورنمنٹ کا میں نے نام لیا ہے میں نے آڈیٹ کی بات کی ہے۔ میڈم اسپیکر: نہیں تو پچھلے دور کس کا تھاسب کو پتہ ہے میں یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ اس پر نہ جائیں کہ وہ ہے وہ آپ تو اپنی کمیٹی کی رپورٹ پر لکھ دینگے جو آپ کی ہے۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں میڈم اسپیکر! میں اس کی وضاحت کرونگا دیکھیں یہ بات clear ہو جائیگی دیکھیں ہر ایک کی اپنی رائے ہے میری بھی رائے ہے پھر میری ریسپانسیبلٹی زیادہ بنتی ہے۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: جی جی please آپ اپنی رائے دیں لیکن آپ کسی کا نام نالیں، جی۔

جناب عبدالمجید خان اچکزئی: میں ایک چیز کی وضاحت کرتا ہوں ہم آڈٹ کر رہے ہیں اس میں یہ ہے کہ تین سال یہ والی پریڈ جس میں ہم بیٹھے ہیں کولیشن گورنمنٹ میں تین سال پرانا والا حساب یہ تقریباً ڈیڑھ ماہ میں یہ complete ہو جائیگا۔

میر محمد عاصم کر دیلو: مگر ابھی جب ان کو پتہ چلا کہ 20-15 سال کے انتظار کے بعد اس منصوبے کو یہی سوئی تک پہنچایا جا رہا ہے تو اس کے بعد اسے ختم کیا جا رہا ہے تو وہاں کے لوگ کافی پریشان ہیں اور مایوس ہیں کہ ایک گورنمنٹ نے یہ خود اعلان کیا تھا اور جو ہماری موجودہ گورنمنٹ بھی ہے یہ بھی اعلان کر رہی ہے کہ نہیں یہ منصوبہ جاری و ساری ہے ہم نے اس کو کبھی کینال

کو end تک لے جائیں گے جھل مگسی تک اس کے بعد یہ اختتام پذیر ہوگا مگر ہمارے دوستوں نے یہ قرارداد پیش کی ہے یہ کہیں رہے تھے کہ جب اس دن پرائم منسٹر بھی آئے تھے تو یہی بات ہوئی انہوں نے کہا نہیں بالکل اس کی guarantee ہم دیتے ہیں اور یہ جھل مگسی جو وہاں تک فیئر ٹو کا منصوبہ ہے یہ وہاں تک بنے گا ابھی اسپیکر صاحبہ! آپ کے توسط سے ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ جب ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس بیرونی ملک سے آئیں گے تو یہاں سے ایک پارلیمانی کمیٹی بنا کر اسلام آباد جائیں گے اور وہاں بیٹھیں گے اور اس کو سنجیدگی سے پرائم منسٹر کے ساتھ بات کریں گے جو آپ نے اپنے دورے میں بلوچستان جب آئے تھے آپ نے اعلان کیا مگر جو ابھی ہم یہ دیکھ رہے ہیں یہ یہاں فیرون ختم ہو رہا ہے اس کے بعد فیئر ٹو کو شروع نہیں کر رہے ہیں اسپیکر صاحبہ! ہم چاہتے ہیں جو لوگ 15-20 سال سے انتظار کر رہے ہیں انہوں نے لوگوں سے زمینیں خریدی ہیں جو ان کی اپنی ہیں اس حسرت پر کہ ساری سرسبز و شاداب ہو جائیں گی 7 لاکھ ایکڑ اسی انتظار میں ہیں اور ہماری بھی یہ خواہش جو انوں کی حسرت ہے خدا ان کی حسرتوں کو پورا کرے جو فیڈرل گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہے ہماری دعا ہے کہ وہ بھی اپنے وعدے پورے کرے۔

میڈم اسپیکر: OK Thank you

میر محمد عاصم کر دیلیو: thank you

میڈم اسپیکر: آیا۔ جی۔ جی۔ جمالی صاحب جی۔ جی۔ جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم اسپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا آدھا ہاؤس جو بھی لوگ رہ گئے ہیں ہونگ رہے ہیں آپ کا اسٹاف بھی ہونگ رہا ہے visitors gallery میں بھی ہونگ رہے ہیں لوگ۔ بنیادی طور پر یہ ذہن میں ڈالنا چاہیے ہم سب دوستوں کو ادھر بھی۔ کہ جو مستقبل ہے آپ کی دنیا کا وہ ہے پانی اور خوراک۔ اور 1991 کے۔ میں اس وقت صوبائی وزیر تھا تاج محمد جمالی صاحب وزیر اعلیٰ تھے انکے ساتھ ذوالفقار مگسی کو نامزد کیا تھا کہ ہمارے اس میں جا کر شریک ہو اور معاملات طے کر کے۔ تو اس میں پتہ لگا کہ ہمیں جو پانی دیا جا رہا ہے پٹ فیڈر اور کھیر تھر کینال جو سکھر سے آتی ہے پٹ فیڈر گوڈ سے آتی ہے اونچ۔ ابھی آتے ہیں وہاں سے چھوٹی شاخیں مل ملا کر پانی ہمارا پورا نہیں ہوگا کہ انہوں نے 12 فیصد پانی دریا سے ان کا دینا تھا وہ نہیں دیا۔ تو پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ کچھی کینال کی concept شروع کریں اور اس کو ہم اپنے کچھی plans کو آباد کریں گے ڈیرہ مراد جمالی سے لے کر سبی، ڈھاڈرتک اور ان علاقوں میں بھیج میں چھوڑائی کر لیں تو 45 لاکھ ایکڑ زمین غیر آباد پڑی ہے یہ بارشیں ہوتی تھیں یہ پانی آتا تھا ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ناڑی کے آباد ہوتے تھے اور جس دن ناڑی آباد ہوتا تھا لوگ خوشحال ہو جاتے تھے ماشاء اللہ۔ اور ادھر آپ صرف خوراک کی پیداوار نہیں کرتے تھے آپ کا مال مویشی بھی اس پر مطلب ہوتا تھا اور مارکیٹس میں جاتے اس وقت بھی آپ کی اطلاع کے لیے مھڑی شہر کا جو سب سے اچھا نیل ہے وہ

15-16 لاکھ سے زیادہ میں بک جاتا ہے کراچی میں۔ اتنے محنت کرتے ہیں بھاگ ناڑی والے۔ تو آپ یہ ذہن میں کریں کہ آپ کا مستقبل اسی پر ہے کونٹہ میں پانی کی کمی ہے سردیوں میں آپ کے ٹینکر مافیا آپ کو پانی گھروں میں دے رہے ہیں آپ کے پشتون علاقوں میں گیا ہوں وہاں خشک سالی ہے آپ کے باغات خشک ہو گئے ہیں پینے کا پانی نہیں ہے یہ سکڑتی آرہی ہیں ابھی اس میں رب کی ذات بارشیں کرے برف کرے ڈیم بن جائے جب ڈیم بنے مجھے تو نہیں نظر آ رہا ہے میری اور رحیم زیا تو وال کی زندگی میں یہ چیزیں complete ہوں آپ کا کچھی کینال ایک نسل آپ کی ختم ہو گئی ہے 1991 میں جو کام شروع ہوا تھا 2017 آ گیا ایک نسل 25 کی ہوتی ہے ایک generation وہ ختم ہو گئی ہے ابھی خدا کرے اور نہیں تو نہیں عاصم یہ دیکھیں خالد یہ دیکھیں نواب شاہوانی دیکھیں کہ ان کی زندگیوں میں یہ پانی کچھی کو آباد کریں ابھی کیسے ہم نے جانا ہے ہم نے اس ذہنیت کا مقابلہ کرنا ہے جس کا ہم سب ادھر ذکر نہیں کریں دعاؤں سے بات چھڑ گئی ہے عملی بات بھی کرنی پڑیگی۔

میڈم اسپیکر: Ok.

میر جان محمد خان جمالی: آپ نے یہ کام اس وقت جو ذہنیت ہے پاکستان میں سیاسیات کی۔ جب ون یونٹ تھا رحیم کو پتہ ہو گا پرانے ہم عمر ہیں تو اس وقت ون یونٹ کی domination تھی کہتے ہیں جی پنجاب dominate کر رہا ہے ہم کہیں کے نہیں ہیں ابھی بڑی دلچسپ بات ہے کہ فیڈریشن آف پاکستان ہے لیکن پھر بھی وہی dominate کر رہے ہیں آبادی کی وجہ سے۔ اسمبلیوں کو وہ dominate کریں ان کی ضرورتیں اور ہیں ان کے مسئلے اور ہیں ان کی خواہشیں اور ہیں ہمیں نہ بھول جائیں ہمیں اس لیے ابھی بھول نہیں سکتے گوادور۔ کیونکہ انہوں نے تجارت اسی rout سے کرنی ہے سی پیک سے۔ بی بی نے کہا کہ جی سی پیک کے ذریعے پیسہ آئے گا، ابھی سی پیک کے ذریعے پیسہ آپ کے پاس۔ اور کوئی ملک آپ کو پیسہ نہیں دیگا اگر آپ نے mega project بنایا اللہ سے یہ میری دعا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ہونگے میرے دوست کہ یہ مکمل ہو جائے اگلی نسل تک بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: thank you جی سردار صاحب please اس کو conclude کرنے دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیمتران: باقی تو ہمارے دوستوں نے اچھی باتیں کیں جیسے کہ محرک نے کہا کہ اس کو سی پیک میں شامل کیا جائے تو میں اس سے agree کرتا ہوں اپوزیشن کی طرف سے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں تھوڑی سی اس میں ہم addition کریں گے کہ یہ تو نسہ کے مقام پر یہ الگ ہو رہی ہے یہ کچھی کینال۔ تو تو نسہ کے ساتھ بالکل جڑی ہوئی ہے موسیٰ خیل ڈسٹرکٹ رحیم جان بھی اس کی حمایت کرے گا اگر اس کو سی پیک میں شامل کیا جاتا ہے کمیٹی جاتی ہے تو اس میں بھی تھوڑی سی میڈم اسپیکر! اس میں addition کر دیں کہ موسیٰ خیل پھر بارکھان۔ کیونکہ جیسے ہمارے جان نے کہا ہے کہ اگلا

بحران پانی کا ہوگا اور پانی اتنا نیچے چلا گیا ہے اس کی سطح اتنی تیزی سے نیچے گر رہی ہے کہ لوگ زمینداری کو تو بھول جائیں گے پینے کے پانی کے لیے جنگیں شروع ہو جائیں گی۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیمتران: third war بھی اسی پانی پر ہوگی تو kindly اگر اس میں تھوڑا سا kindly کر دیں کہ یہ موسیٰ خیل سے بالکل ساتھ ہی ٹچ ہو کر یہ جارہا ہے تو موسیٰ خیل اس کی جوندی نالے ہیں ان میں اگر یہ پانی چھوڑ دیں ہمیں مل جائے گا تو اس میں ہم تھوڑی addition یہ کرنا چاہتے ہیں thank you very much

میڈم اسپیکر: یا سیمین لہڑی صاحبہ وہ amendment پیش کر رہے ہیں کہ میرے علاقے کو بھی شامل کیا جائے۔ کیونکہ یہ کچھ کینال اس کے ساتھ ہی گزرتی ہے تو اس کے amendment کے ساتھ ہم except کر لیں گی۔ وہ محرک ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

محترمہ یا سیمین لہڑی: اس میں ویسے سردار صاحب کا مشورہ بالکل سر آنکھوں پر۔ لیکن یہ ہے چونکہ یہ design ایک پروجیکٹ ہے پہلے اگر ہم اس کو من وعن مطلب اسی design کے ساتھ complete کر لیں اس کے بعد پھر اگلی قرارداد میں ہم بالکل سردار صاحب کی حمایت کریں گے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ جب ہم کمیٹی بنا رہے ہیں وہ جب چائیں گے تو اس میں ہم ان تمام علاقوں کو بھی شامل کرائیں گے یہ تو انہوں نے ایک کچھ کینال کے حوالے سے کہا ہے۔ لیکن جو بھی علاقے ہیں سارے علاقے ان کا بھی، سب نے کہا ہے تو وہ بعد میں ہو جائیں گے چونکہ جب کمیٹی ٹھیک ہے ٹھیک ہے بعد میں انشاء اللہ۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 94 منظور کی جائے؟ (مشترکہ قرارداد نمبر 94 منظور ہوئی) آغا رضا صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں نہیں آغا رضا صاحب نے پہلے ہاتھ کھڑا کیا تھا۔

آغا سید محمد رضا: it is ok میرا گلہ خراب ہے اصل میں وہ ایک مالیاتی کمیٹی کی طرف سے جو کہا گیا ہے۔

میڈم اسپیکر: وہ زیارتوال صاحب تشریف لے آئے ہیں انھیں دے دیں کیونکہ آپ کی آواز کافی خراب ہے۔ انھیں دیدیں پیش کرنے کے لیے۔

آغا سید محمد رضا: میں پڑھ لیتا ہوں نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کر دیں میں صرف یہ ان کو موقع دیتی ہوں رحمت صاحب کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

آغا سید محمد رضا: ٹھیک ہے۔

میر رحمت صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت): میڈم اسپیکر: جو question rease ہو اتھا ہمارے صوبائی اور فیڈرل کے

جو ملازمین کے اس پر بی سی ایس وغیرہ اس کے تو اس پر ایک قرارداد ہم نے جمع کی تھی اس پر ایک محرک میں ہوں سردار عبدالرحمان کھیتراں صاحب ہیں میر خالدا نگو صاحب ہیں تو کچھ پرننگ کی وجہ سے تھوڑا late ہوا اگر آپ اجازت دیں گے یہ فوری اہمیت کا عامل مسئلہ ہے اور پورے صوبے کا ایک اجتماعی مسئلہ ہے جس طرح دوستوں نے question پر بحث کی تو اس قرارداد کو پیش کرنے کے لیے اجازت چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: میں تو اجازت ہاؤس سے دلوا دوں گی لیکن یہ ہے کہ یہ واقعی جو میں نے ابھی دیکھا ہے بڑی اہمیت کا حامل ہے آپ سمجھتے ہیں کہ اس وقت جو سننے والے حضرات ہیں اس طرح سے آپ پیش کر سکیں گے اس ٹائم میں۔
وزیر محکمہ صحت: میں مختصر پیش کروں گا۔

میڈم اسپیکر: تو میں ہاؤس سے پہلے اجازت لے لوں آپ تشریف رکھیں۔
وزیر محکمہ صحت: جی بالکل۔

میڈم اسپیکر: کیا جناب رحمت صالح بلوچ صاحب وزیر صحت کو مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔
میر رحمت صالح بلوچ صاحب صوبائی وزیر مسٹر خالد لانگو، سردار کھیتراں صاحب اور سید محمد رضا صاحب اراکین اسمبلی میں سے کوئی اپنی مشترکہ قرارداد 95 پیش کریں۔

میر رحمت صالح بلوچ (وزیر محکمہ صحت): thank you میڈم اسپیکر! قرارداد نمبر 95 ہر گاہ کہ 1954 میں صوبہ بلوچستان اور وفاق کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے تحت صوبہ اور وفاق کے درمیان ایک مشترکہ civil service ہونا تھا جس سے Pakistan Administrative Service ملازمت (جیسے پہلے District Management Group) کہا جاتا تھا اور سول سامیاں پے اسکیل 17 تا 22 کے صوبے کے اپنے consolidated fund سے پیدا کرتا ہے اسے (PAS/DMG) کے لیے رکھا گیا جو کہ غلط اور غیر قانونی ہے۔ کیونکہ جس معاہدے کا حوالہ دیا جاتا ہے وہ 1954 میں وفاق اور صوبے کے درمیان عارضی طور پر وفاق کی معاملات چلانے کے لیے کیا گیا تھا اس معاہدے کا صوبہ بلوچستان پر اطلاق نہیں ہوتا چونکہ بلوچستان 1971 میں صوبہ بنا PAS/DMG کو civil service of pakistan composition and kader vovls 1954 تحت ترتیب دیا گیا تھا جنہیں وفاق اور صوبائی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ قرار دیا تھا جس کا مقصد ایک مشترکہ civil service اور صوبائی پوسٹوں کو PAS/DMG کو دینا تھا قیام عمل میں لایا گیا درج ذیل بالا معاہدہ ہے کہ وفاق نے SRO-88 (1) فروری 2014 کے تحت ترمیم کیا گیا جس میں صوبائی پوسٹوں پر PAS/DMG کی کیڈر کو درج ذیل تناسب کے حساب سے حصہ دیا گیا ہے۔

آفیسران کا پے اسکیل	DMG کا حصہ۔	صوبائی سول سروسز کا حصہ
بی پی ایس 17	25%	75%
بی پی ایس 18	40%	60%
بی پی ایس 19	50%	50%
بی پی ایس 20	60%	40%
بی پی ایس 21	65%	35%
بی پی ایس 22	100%	00%

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے بلوچستان سول سروسز (بی ایس ایس اور بی سی ایس) کے پے اسکیل 19 بالا کے تمام کیڈر آفیسرز کو وفاقی حکومت میں ترمیم شدہ رولز CSP/PAS پاس 1954 کے تحت ضم کرنے کے ساتھ ساتھ پے اسکیل 19 اور پے اسکیل 20 صوبائی آفیسران کو PAS/DMG میں شمولیت کو یقینی بنایا جائے تاکہ صوبائی حکومت کے آفیسران میں پائی جانے والی تشویش اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

میڈم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 95 پیش ہوئی کیا محرک اس کے admissibility کی وضاحت کریں گے۔

میر جان محمد خان جمالی: میں ایک درستی کرنا چاہوں گا۔

میڈم اسپیکر: جی۔

میر جان محمد خان جمالی: مارشل لاء تھا 1969 میں، یکم جولائی 1969 کو آپ کا صوبہ بنا۔

میڈم اسپیکر: 69 انگلش میں بولیں کونسا وہ۔

میر جان محمد خان جمالی: 69۔

میڈم اسپیکر: 69۔

میر جان محمد خان جمالی: first جولائی اس وقت مارشل لاء لگا ہوا تھا کیجی خان کا، تو اس وقت صوبہ بنا تھا اور ایک آل

پاکستان یونیفارم گروپ (APUG) کیا گیا اس کا کہیں سے حوالہ ضرور دیں کہ وہ سمجھیں جلدی اسلام آباد والوں یا

19-20 کو آپ کریں۔

میڈم اسپیکر: سیکرٹریٹ سے کہہ دیں اس کو correct کریں جی آپ اسکی admissibility پر بولیں۔

وزیر محکمہ صحت: thank you

میڈم اسپیکر: جی اسکول corect کر لیں اس میں۔ سیکرٹریٹ سے کہہ دیں کہ اسکول corect کر لیا جائے۔ جی آپ اپنی admissibility پر بولیں۔ جی۔

وزیر صحت: دیکھیں میڈم! میں مختصر بات کرتا ہوں۔ اگر ہم اجتماعی صورت میں آجائیں۔ جتنی یہاں تحریک یا قراردادیں پیش ہوئی ہیں۔ وہی وفاقی حکومت کی زیادتیوں کا وایلا اور وہی رونا ہم رورہے ہیں جو قرارداد ہے اسکی purly اور technically تمام چیزوں کو تفصیل کے ساتھ ہم نے دی اس قرارداد میں۔ پھر بات وہی آتی ہے کہ باقی زیادتی اپنی جگہ پر۔ ہمارے جو یہ آفیسران grade wise اور cader wise میں نے پکار کر بولا وہ بھی مایوسی کا شکار ہیں۔ اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جتنے معاہدے ہوتے ہیں وفاق اور صوبے کے درمیان اُنکی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ لہذا میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی کب تک ہوگی؟ اس زیادتی کی وجہ سے بہت ساری غلط فہمیوں نے جنم لیا۔ اور ان غلط فہمیوں کو وفاق کو ایک serius اور جامع پالیسی کے تحت صوبے کے اُن تمام آفیسران کو bulge کرنا چاہیے جو deserving ہیں۔ جو قابل ہیں اور وہ اس ملک کے ہی ascites ہیں۔ اور اس ملک کے ہی باسی ہیں۔ اور sun of soil ہیں اس صوبے کے۔ ہم اُن سب کے protection کیلئے۔ اُنکو مایوسی سے نکالنے کیلئے ہماری ایک مشترکہ آواز ہے۔ اور میں ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اسکول ایک متفقہ منظوری دیں۔ باقی جو میرے دوست محرک ہیں۔ سردار صاحب اور میر خالدا جان ہیں۔ وہ تفصیلی بات کریں گے۔

میڈم اسپیکر: جی خالد لانگو صاحب۔

میر خالد خان لانگو: شکریہ میڈم اسپیکر! اور باقی ملک کے جو ہمارے 3 صوبے ہیں۔ ہم اُن سے ہر حوالے سے بہت پسماندہ ہیں۔ لیکن very unfortunately بہت بڑی بد قسمتی ہے۔ ایک تو یہ جو معاہدہ کیا گیا ہے۔ وہ معاہدہ ابھی تک کسی کو نظر نہیں آتا۔ سامنے نہیں آتا کہ یہ معاہدہ کیا گیا ہے 1954 میں۔ اور ہمارا صوبہ بنا ہے 1969 میں۔ تو اُسکے بعد میڈم اسپیکر! یہ اگر آپ دیکھیں تو PBS-19 کے بعد۔ پوٹیں ہم create کرتے ہیں۔ تنخواہیں اور ہر چیز ہم دیتے ہیں۔ صوبائی گورنمنٹ دیتی ہے۔ حکومت بلوچستان دیتی ہے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ باہر سے آتے ہیں۔ کسی اور صوبے سے آتے ہیں۔ لیکن میڈم اسپیکر! یہاں آپ دیکھیں کہ PBS-19 میں بھی وہ 50% پر آجاتے ہیں۔ پھر 19 سے above جب ہم جاتے ہیں 20 پر۔ DMG کا حصہ 60% ہے۔ ہماری جو صوبائی سروسز ہیں وہ 40% ہیں۔ PB-21 پر وہ DMG آتے ہیں 65% پر۔ اور ہمارے 35% پر آجاتے ہیں۔ اور 22 پر تو ہمارا کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ 22 پر 100% وہ ہیں۔ ہم zero پر ہیں۔ میڈم اسپیکر! جیسے میں نے کہا ہم سب پاکستانی ہیں۔ وہ آفیسرز آتے ہیں serve کر کے جاتے ہیں۔ ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ لیکن جو بلوچستان کے آفیسرز ہوتے ہیں انہوں نے ساری عمر یہاں سروس بھی

کرنی ہے۔ عمر یہاں گزارنی بھی ہے۔ وہ hard areas میں بھی جاتے ہیں۔ ہمارے جو DMG group کے ہیں۔ اللہ ماشا اللہ شاذ و نادر کوئی hard arease میں جائیں۔ لیکن کوئی آپکو ایسی مثال نہیں ملے گی کہ اسلام آباد سے آنے والا کوئی آفیسریا کے پی، یا سندھ سے آنے والا کوئی آفیسر گیا ہو اداران میں اُس نے serve کیا ہو یا وہ کچھ میں اُس نے serve کیا ہو یا کوہلو میں کیا ہو۔ جو ڈسٹرکٹ hard arease ہیں۔ وہاں نہیں جاتے۔ اکثر اُنکی پوسٹنگ یہاں ہوتی ہے سول سیکرٹری میں یا کونٹننٹ میں ہوتی ہے۔ اور اُسکے بعد میڈم اسپیکر! آپ دیکھیں کہ ایک تنخواہ۔ ایک pay انکو اضافی ملتی ہے۔ پھر باقی دوسرے perk and privileges ہیں۔ ایئر ٹکٹس فلاں یہ وہ۔ بہت ساری چیزیں ہیں۔ لیکن وہ انکو ملنی چاہیے۔ لیکن ہمارے آفیسرز کا کیا قصور ہے؟ وہ ساری عمر یہاں سروس کرتے ہیں۔ یہاں deliver کرتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اس صوبے کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن اُنکے ساتھ امتیازی سلوک برتی جا رہی ہے۔ تو ہماری گزارش یہ ہے کہ ہم، جیسے میں نے پہلے کہا کہ یہ جو قرارداد ہم لاتے ہیں اس پر عملدرآمد ہونی چاہیے۔ ہماری ایک موثر آواز وہاں جانی چاہیے کہ ہمارے جو آفیسرز کے ساتھ میڈم اسپیکر! یہ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں یہ ختم ہو جائیں۔ اور یہ ایک قسم کا ظاہر ہے the feel complexed وہ احساس کمتری کا ظاہر ہے شکار ہو جاتے ہیں۔ DMG آفیسرز جو ہوتے ہیں۔ یہ ایوان بیٹھا ہوا ہے اس چیز کو ہم سب نے محسوس کیا ہے کہ ڈی ایم جی آفیسرز جو صوبائی سروس کے آفیسرز ہیں انکے attitude میں بھی بہت فرق ہوتا ہے کہ یہاں کے جو لوکل آفیسرز ہوتے ہیں۔ تو یہ قرارداد جو ہم لائے ہیں۔ میں اس ہاؤس سے یہی گزارش کرونگا کہ اس ہاؤس کی متفقہ قرارداد اسکو بنا کر پاس کیا جائے اور وفاق کے ساتھ اس پر serious basis پر dialogue کیا جائے۔

Thank you verymuch۔ کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی سردار عبدالرحمن کھیتراں صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: شکر یہ میڈم اسپیکر! میں تھوڑی سی اسی اثناء میں تسبیح کر رہا تھا۔ میڈم اسپیکر! یہ قرارداد رحمت لایا ہمارا کولیک ہے بھائی ہے۔ ہم بھی اسی کے محرک ہیں۔ رونا ہمارا یہی ہے 4 ساڑھے 4 سال سے جب سے ہم اسمبلی میں آئے ہیں کہ بلوچستان، ویسے کہتے ہیں جی پھر پتہ نہیں کیا کیا الزام لگا دیتے ہیں کہ یہ حقوق کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ آزادی مانگتے ہیں۔ پھر پتہ نہیں ہمارے اوپر کیا کیا لیبل لگ جاتا ہے۔ اب یہاں آپ دیکھ لیں میڈم اسپیکر! کہ ایک آفیسر سی ایس ایس کرتا ہے۔ فیڈرل کا امتحان دیتا ہے۔ ایک آفیسر پی سی ایس کرتا ہے۔ صوبائی امتحان دیتا ہے۔ میں خود ان امتحانات سے گزرا ہوں۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ سی ایس ایس کرنا پی سی ایس سے بہت زیادہ آسان ہے۔ limited اُس کا وہ چند پیپرز ہیں۔ پُرانے 6، 7 سال کے اُنکے پیپرز perchas کر لیں اور اُسکی تیاری کریں۔ آپکا CSS clear۔ اب اس دفعہ جو ہمارے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے PCS کا ہمارے آفیسرز select ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ

جو 18، 18، 20 گھنٹے 20، 20 گھنٹے پڑھتے تھے وہ بھی drap ہو گئے ہیں۔ اتنا سخت امتحان تھا۔ پھر یہ خود کلاس بنا رہے ہیں۔ جیسے خالد نے کہا کہ وہ PSC-DMG اُسکو ایک الگ 2 سرے ادھر وہ ڈال دیتے ہیں اُنکی گردن اکھڑی ہوتی ہے۔ اور جو PCS ہے وہ بیچارے ہماری طرح گردن جھکائی ہوئی ہوتی ہیں۔ لیکن جہاں پر قربانی کی جگہ آتی ہے۔ انکو قربان کر دیں، آگے کر دیں دیکھیں آپ حساب کریں۔ جو key پوسٹیں ہیں وہاں کتنے ہمارے BCS-PCS officers۔ بی سی ایس میں تو ابھی آپکے گڈ آفس میں بیٹھا ہوتا ہے۔ ایک لڑکا، آپکے سارجنٹ ایٹ آرمز کے بھائی نے کلیئر کیا۔ میں نے کہا کوئی اور کنواں کا مینڈک اسی سیکرٹریٹ میں پیدا ہوا۔ اسی جگہ مر جاؤ گے۔ وہ BCS کی تو پوزیشن یہ ہے۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اُن سے ایک ہزار گناہ میرے آفیسرز قابل ہیں اس بلوچستان کے جو son of soil ہیں۔ لیکن اُنکے ساتھ ظلم کیا کہ اس وقت آپ فیڈرل کے سیکرٹریوں پر نظر ڈالیں۔ میرا خیال ہے، کوئی میرے حساب سے تو ایک بھی نہیں ہے۔ اگر ہے شاید کوئی ایک وہ۔ لیکن وہ بھی نہیں ہے۔ اور پھر یہ جو خالد جان نے پڑھا ہے کہ آگے تو 22 میں تو ہم وہ شجر ممنوع ہے کہ وہاں اُنکے نزدیک بھی یہ بیچارے نہیں جاسکتے۔ یہیں ہوتے ہیں۔ یہیں مر جاتے ہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اور پہلے بھی رونا ہے۔ اور ریٹائرمنٹ کے بعد پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ وہ 20، 25، 30 لاکھ روپے ملتی ہے۔ وہ بیٹی کی شادی ہے۔ اور کوئی اگر ایک، دو کمرے کا مکان بنا لیا۔ پھر وہ ریوڑی اور پارپڑ کی دکان گھر کی بیٹھک میں لگا کر وہ ہمارا 18، 19، 20 گریڈ کا جو آفیسر ریٹائر ہوتا ہے وہ بیچارہ ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے اُسکی زندگی پھر 2، 3 سال ہوتے ہیں۔ سوچ سوچ کر وہیں پر اُسکو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے یا paralise ہو جاتا ہے۔ اور یہ صاحبان انجوائے کرتے ہیں۔ مزے لیتے ہیں۔ پورے پاکستان میں گھومتے ہیں۔ اب میں آپکو مثالیں دیتا ہوں۔ یہاں سے چیف سیکرٹری صاحب ریٹائر ہوئے۔ desase کر کے وہاں اسکی پہلے سے appointment بنی ہوئی تھی۔ IG صاحب یہاں سے گیا۔ پنجاب کو انجوائے کیا۔ جیسے ہی اسکی ریٹائرمنٹ آئی۔ پہلے اسکو پولیس کا باپ بنانے کیلئے اسکو پنجاب میں بٹھا دیا۔ تو یہ ظلم ہے۔ ہم اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنے ان لوگوں کے جو یہ بیٹھے ہوئے ہیں اس گیلری میں۔ اُنکے حقوق کی بات کرتے ہیں تو خدا ر امرکز ہمارے حالات پر رحم کریں۔ پسماندہ ہیں۔ پسماندہ کو تو اور incentive دیئے جاتے ہیں۔ انکو کہ یہ آگے آئیں۔ ہمیں تو اور پسماندگی میں دھکیلا جا رہا ہے کہ تم اس قابل نہیں ہو۔ ذہنی طور پر اُسکو یہ کہا جاتا ہے کہ جی DMG آفیسر تو بن سکتا ہے۔ سیکرٹری بن سکتا ہے۔ PCS اور BCS آفیسر وہ رگڑ کھا کر کے۔ وہ جیسے ایک وہ پُرانے زمانے میں ایک سلسلہ چلتا تھا۔ پٹواری سے اُٹھتا تھا رینکر، رینکر۔ نائب تحصیلدار۔ وہ تحصیلداری میں اُسکے سر میں ایک بال نہیں ہوتا تھا۔ جب وہ AC بنا تھا پتہ نہیں وہ خدا کی قدرت کہ AC تک پہنچ جاتا تھا۔ تو گزارش یہ ہے 1954-1974 میں صوبہ بن گیا۔ 1954 کا un natural معاہدہ ہے۔ ایکٹ ہے۔ وہ اُسکو گھسیٹ رہے ہیں۔ پھر پوسٹیں اُس طریقے سے تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ تو ہمارے

لوگوں پر ظلم ہے۔ ہمارے پولیس کے آفیسرز ہیں۔ میں 4 سال سے اُنکی آواز یہاں اُٹھا رہا ہوں۔ آج تک کسی کے کان پر جوں تک نہیں رہتی۔ قراردادیں ہماری، اُنکی حشر جو ہوتا ہے۔ قراردادوں کی یہ تو بہت بڑے مسئلے ہیں۔ یہ تو حقوق کی بات ہے۔ ایک پاسپورٹ کا ایک کورسبز سے نیلا کرنا تھا۔ 4 سال ہم رور و کروہ cover بھی ہمارا نہیں ہوا۔ cover تبدیل ہوتا ہے۔ تھوڑی سی ہماری معتبری ہو جاتی۔ میڈم اسپیکر! میں سعودی جا رہا تھا۔ میرے ساتھ فیملی تھی ایک خاتون آئی سُرخ پاسپورٹ تھا۔ مجھے دھکیلا۔ اور وہ جو FIA والے کھڑے تھے immigration پر۔ پیچھے ہو جائیں۔ میں نے کہا یہ کیا تنگ ہے۔ میرا جھگڑا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جی تمہارا پاسپورٹ چھین کر ہم تم کو واپس deport کر دیں گے۔ میں نے کہا کر دیں یہ کون ہے کیا ہے؟ کہا کہ جی پتہ نہیں کس فیڈرل سیکرٹری کی فیملی ہے۔ اب وہ خاتون میرے لیے قابل احترام ہیں۔ بال کھولے ہوئے جس اسٹائل سے۔ اور میری فیملی کیونکہ ہم پردہ دار لوگ تھے۔ ہم عزت دار لوگ تھے۔ ہم پیچھے کھڑے ہوئے۔ تو فُل پھر آنکھیں دکھائیں جی۔ فلاں کروں۔ تو ہمارے ساتھ یہ کرتے ہیں۔ رویہ انکا یہ ہے۔ پھر بولتے ہیں کہ جی یہ آزادی مانگتے ہیں۔ پتہ نہیں یہ کیا مانگتے ہیں۔ بھائی ہم آزادی نہیں مانگتے ہیں۔ پاکستان کی سبز ہلالی پرچم کو ہم سلام کرنے والے لوگ ہیں۔ ہم اپنا خون پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے بڑوں نے اس ملک کیلئے خون کے نذرانے دیئے۔ ہمیں اپنے غریبی حقوق دیدیں۔ رقبے کے حساب سے دیدیں۔ ہماری آبادی اتنی نہیں ہے۔ رقبے کے حساب سے ہمیں حقوق دیدیں۔ کوئی خیرات کی صورت میں ہمیں دیدیں۔ میڈم اسپیکر! میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں یہ۔ دُکان کھلی ہوئی ہے۔ اسوقت میں چیلنج سے آپ جس طریقے سے آپ اُسکو لے جائیں۔ ڈپٹی کمشنر کو سٹوڈ کی آفس۔ دُکان کھلی ہوئی ہے کہ آپ آئیں۔ اس پر آرٹیکلز بھی آئے ہیں۔ آئیں اپنے لوکل بنوائیں۔ اور بلوچستان کے حقوق ماریں جا کر اسلام آباد کی۔ پنجاب کی۔ یہاں کی وہی جو 5%، 4.5% جو کوٹہ ہے۔ وہ سیٹیں بھی وہ لے جا رہے ہیں۔ اس پر لوگوں نے نشاندہی کی ہے۔ اُنکی حالات یہ ہے کہ وہ جو چھوٹے طبقے کے لوگ تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ وہ پشتون تھے۔ وہ بلوچ تھے۔ وہ اس صوبے کے son of soil تھے۔ اُنہوں نے نشاندہی کی کہ ہم نہیں کرتے۔ میں nex time انشاء اللہ اسکی قرارداد بھی لاؤنگا۔ کسی کو اُٹھا کر لورالائی میں پھینکا اسی کو سٹوڈ کے ڈپٹی کمشنر کے آفس سے۔ اور daily اوپر سے confirmation کیلئے آرہے ہیں۔ پوچھا کسی سے نہیں جاتا ہے۔ اُنکے لوکل سٹوڈ کیٹ کنفرم کر کے واپس بھجوا رہے ہیں۔ اور وہ key services پر ہماری سیٹوں پر اُنکے بچے جا رہے ہیں۔ ہم لوگوں کے بچے در بدر ہیں۔ میں یہاں سے نہیں کہہ رہا ہوں کہ پٹھان یا بلوچ۔ جو بھی اس صوبے میں رہتے ہیں۔ جتنے میرے حقوق ہیں۔ ایک پنجاب کے ایک سندھی کے۔ ایک ہزارے کے۔ ایک پٹھان کے۔ ایک بلوچ کے۔ ایک براہوی کے جو بھی رہتے ہیں۔ اُسکا اُتنا ہی اس صوبے پر حق ہے۔ جتنا میرا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھٹیزان میڈم اسپیکر! سب کے حقوق مارے جا رہے ہیں۔ یہ بہت اہمیت کی قرارداد ہے۔ ہمارا مستقبل ہماری زندگی۔ جیسے پانی زندگی ہے۔ یہ مستقبل کی جو قرارداد ہے۔ یہ ہمارے مستقبل کے بچوں کی future ہے۔ اس پر ٹوٹل مجھے dark نظر آرہی ہے۔ میڈم اسپیکر! اسکی ایڈیشن میں میں یہ کہونگا کہ کمیٹی بنائیں کہ ڈپٹی کمشنر کوٹہ کا آفس جو اس وقت وہ ڈاکخانہ بنا ہوا ہے۔ کس طریقے سے وہ verification کر رہے ہیں۔ کہاں کہاں سے وہ جوڈومیسائل اور لوکل ٹھوقلیٹ انکو verification کر کے بھیج رہے ہیں؟ اگر مجھے یہ ایوان اجازت دے میں وہ فائل اٹھا کر لاؤنگا دکھاؤنگا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ تو میڈم اسپیکر! میں آپ کے good office سے اور اس معزز ایوان کے۔ خدراہ مرکز سے کہیں کہ ہم پر رحم کھائیں یہ ہمارے حقوق دے دیں جو آئین میں دیئے گئے ہیں، جو ہمارے بنیادی حقوق میں آتے ہیں، ہم extra کچھ نہیں مانگتے ہیں ہمیں نہ دیں۔ ہمیں منتخب کر کے 65 کا ایوان بیٹھا ہوا ہے میڈم اسپیکر! میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ جتنی قراردادیں ہم نے پاس کی ہیں، جتنی ہم بولیں چاہے لوکل لیول پر بولیں یا مرکز کیلئے بولیں آپ ایک ایک مثال مہربانی کر کے بتادیں کہ وہ ہماری بات سنی گئی ہے یہاں ہم باتیں کر کر کے گھروں کو چلے جاتے ہیں سوشل میڈیا پر اخبار دیکھتے ہیں کہ ہمارا فوٹو لگی ہے یا نہیں۔ وہ بھی پتہ نہیں، مخصوص اگر قائد اعظم کو تکلیف دیں تو فوٹو لگ جاتی ہے نہیں تو۔ بس ہم خوش ہو جاتے ہیں کہ جی ہم نے اسمبلی میں بڑی باتیں کی ہیں حقوق کی بات۔ کچھ نہیں میڈم اسپیکر! یہ چار ساڑھے چار سال ہمارے ضائع ہو گئے، کسی نے، یہاں سے گئیں ٹوکریاں، 62،62 قراردادیں وہاں ٹوکریوں میں پڑی ہیں تو یہ بنیادی جو رحمت جان نے قرارداد لائی ہے ہم سہتی ہیں اس کے باقی ایوان سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ ہمارے بچوں کا مستقبل ہے مہربانی کر کے اس کو منظور فرمائیں۔

میڈم اسپیکر: ابھی تو رحیم صاحب نے اپنی رائے دینی ہے۔ رحیم صاحب۔

وزیر تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر! یہ انتہائی نہایت ہی حامل قرارداد ہے۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے مکمل حمایت کرتا ہوں اور ایک گزارش جو کچھ پیش ہوا ہے اس پر ایک مکمل تیاری اور اس پر مکمل مینٹنگ۔ اور ہم documents جب وہاں جائیں گے تب ہمیں کچھ حاصل ہوگا اور وہ تیاری جب تک نہیں ہوگی آپ کمیٹی تشکیل دینے اور inter provincial co-ordination ہے اُس کی ایک مینٹنگ ہم یہاں کریں گے، اور مکمل تیاری کے بعد آپ اس کو date دے دیں اور مکمل تیاری کے بعد جب ہم وہاں جائیں گے تو شاید ہمیں کچھ حاصل ہو سکے۔ thank you.

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ پہلے تو اس قرارداد کی منظوری ایوان سے لیتی ہوں۔ آیا قرارداد نمبر 95 منظور کیا جائے۔ اچھا پورے ایوان کی طرف سے۔ پہلے تو اس amendment کیلئے پیش کرتی ہوں آپ کے سامنے کہ آیا قرارداد نمبر 95 کو تمام ایوان کی طرف سے مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے۔ قرارداد نمبر 95 مشترکہ قرارداد ایوان میں پیش ہوئی، تمام

ایوان کی طرف سے کیا اس کو منظور کیا جائے۔ مشترکہ قرارداد نمبر 95 تمام ایوان کی طرف سے منظور کی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں اس matter کو بڑا technical matter بھی ہے اور اسکی ہر پہلو کو دیکھنے کی ضرورت ہے، اور جس طرح تمام ممبران نے کہا کہ it is very important issue for the employees of the Balochistan تو میں اس کو جو ہماری ایس اینڈ ڈی اے جی کی کمیٹی ہے۔ اسٹینڈنگ کمیٹی اس کے حوالے کرتی ہوں اور اُس کے ساتھ ہی محرک اور اُس کے ساتھ جو بھی ممبر اسمیں آنا چاہیں اُن کے ناموں کے ساتھ اُس کو بلا سکتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: میڈم اسپیکر! اس کو اس کمیٹی کے ساتھ مت جوڑیں۔ اس کیلئے اسپیشل کمیٹی۔۔۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! ایسا ہوتا نہیں جبکہ ہمارے پاس already ایک سسٹم ہے۔ آپ کے ممبر سب اُس میں بیٹھیں گے،

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! جو کمیٹی ہے قائمہ۔ اُس کمیٹی میں دوسرے ممبروں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

میڈم اسپیکر: میں نے یہی کہا ہے۔ کہ اُن سب کے نام۔ اس میں سردار صاحب ایسا ہوتا نہیں دیکھیں ایک کمیٹی۔ یہ کمیٹیاں پھر کس چیز کیلئے بنی ہوئی ہیں قائمہ کمیٹیاں اُس مقصد کیلئے بنی ہیں اور یہ جو ممبرز ہیں اُس کے نام بعد میں ہم S&DAG کمیٹی کو refer کر دیں گے کہ یہ ممبرز آپ کی اسپیشل کمیٹی۔ اس topic کے اوپر جو ہے شامل کئے گئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ بابت مالی سال 2016-17ء کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ رکن، مالیاتی کمیٹی! چیئر پرسن، مالیاتی کمیٹی کی جانب سے مالیاتی کمیٹی، بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارکردگی رپورٹ برائے مالی سال 2016-17ء ایوان میں پیش کریں۔ جی آغا رضا صاحب۔

آغا سید محمد رضا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں سید محمد رضا، رکن، مالیاتی کمیٹی، چیئر پرسن، مالیاتی کمیٹی کی جانب سے مالیاتی کمیٹی، بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارکردگی رپورٹ برائے مالی سال 2016-17ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: یہ آپ کے آفس سے آتی ہے۔ اور میں بھی اسپیکر رہا ہوں۔ ڈپٹی چیئر مین، سینٹ بھی رہا ہوں۔ اس پر میری کچھ observations ہیں، میں چاہتا ہوں کہ پیرا 04، سریل نمبر 4 اور سریل نمبر 5 کو تھوڑا reconsider کر لیں۔ جہاں ایک طرف آپ نے ان کے مراعات recover کرنے کا کہا ہے اور دوسری طرف reversion کا۔ ان دونوں کو reconsider کر لیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی سردار صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتراں: یہ کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ کیونکہ اسمیں بہت ساری چیزیں ہیں۔ اس میں پورا بجٹ

ہے اسمبلی کا۔ پٹیشن ہے اور دوسرے اسمبلی کا۔ تو میں جیسے جان جمالی صاحب نے کہا کہ جو اس کے دو۔ یعنی ایک demotion ہوئی ہے۔ مطلب وہ 21 گریڈ کے وہ مراعات لیتا رہا اعظم داوی صاحب۔ اور پھر دوسرا ایک جو promote ہوا ہے، اُس کی demotion ہے۔ اور اُس کی مراعات ہیں۔ تو میں suggestion دوں گا کہ باقی کمیٹی کی رپورٹ جو بھی ہے، اُس کو accept کیا جائے۔ دوپیرے جو ہیں ان کو reconsideration میں لے جائیں۔ اور دو بارہ جو کمیٹی ہے، اُسکے سامنے لے جائیں۔ Let the Committee to decide۔ کہ جی وہ کیا ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جان جمالی صاحب ہمارے لئے بڑے محترم ہیں، اسپیکر رہے ہیں۔ جی۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی عبدالرحیم زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: جان جمالی صاحب نے جو تجویز دی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

وزیر تعلیم: گورنمنٹ کی جانب سے میں اُن کی تجویز کی حمایت کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ok۔ چونکہ جمالی صاحب ہمارے سابق اسپیکر رہے ہیں، ہم سب کیلئے بڑے قابل احترام ہیں،

اور چونکہ اُن کے دور میں ہی یہ دونوں cases ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے یہ ایک اپنی تحفظات کا اظہار کیا ہے، یقیناً ہمیشہ سے اس بات کی قائل ہوں۔ چونکہ کمیٹی نے بڑے غور و خوض کے بعد یہ رپورٹ پیش کی تھی، لیکن یقیناً اُن کی

observations کو ہم قابل توجہ مانتے ہیں۔ تو میں پہلے اس reconsideration کیلئے آپ کے سامنے سوال

رکھتی ہوں۔ اُس کے بعد پھر اس رپورٹ کی منظوری کی طرف آئیں گے۔ آیا معزز اراکین اسمبلی کے تحفظات کی روشنی میں

مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ میں مندرجہ آئیٹم نمبر 4 اور 5۔ یہ 4 اور 5 چونکہ اکٹھے ہیں اُس میں اور بھی بہت سے مندرجات ہیں

۔ تو اسلئے میں specially صرف وہ سیکشن پڑھ رہی ہوں جس پر جان جمالی صاحب نے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ مسٹر محمد

اعظم داوی صاحب، سابق سیکرٹری اسمبلی کے B-21 کی مراعات کو واپس لینے اور مسٹر ہاشم کا کڑ، کو آرڈینیشن کی تنزیلی کو

مالیاتی کمیٹی کے رُو برو reconsideration کیلئے سپرد کیا جائے گا۔ میں آپ سے سوال کرتی ہوں کہ ایسا کیا جائے؟ جی

۔ رائے کو چونکہ اسمبلی کے اراکین کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ لہذا مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ مالی سال بابت 2016-17ء کے

آئیٹم نمبر 4 اور 5 میں جس کا ذکر میں پہلے اوپر کر چکی ہوں، مذکورہ cases کو مالیاتی کمیٹی کے رُو برو

reconsideration کے لئے سپرد کرتی ہوں، اور next جیسے عید کے بعد اس کمیٹی کی میٹنگ کی call کروں گی۔ اور

اُس میں تمام حقائق کو سامنے لایا جائے گا۔ اُن کے reservations کو بڑے احترام سے دیکھا جائے گا۔ اب میں معزز ایوان کی توجہ اسمبلی قواعد و انضباط کار 1974ء کے قاعدہ (4) 166 کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ جس کے تحت اسمبلی کی مالیاتی کمیٹی کو اپنی گزشتہ سال کی کارگزاری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا لازمی ہوتی ہے۔ مذکورہ قاعدے کی تعمیل میں میں نے بحیثیت چیئر پرسن، مجلس، مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ مالی سال 2016-17ء کو اسمبلی ایجنڈے پر لایا۔ تاہم معزز رکن اسمبلی میر جان محمد جمالی اور رکن مجلس عبدالرحیم زیارتوال صاحب اور سردار عبدالرحمن کھٹیران صاحب نے رپورٹ پر کچھ تحفظات کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ دیگر معزز اراکین اسمبلی نے رپورٹ کے متعلق اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ چونکہ معزز اراکین نے رپورٹ میں مندرجات آئیٹم نمبر 4 اور 5 جس کا تعلق بالترتیب مسٹر محمد اعظم داوی، ریٹائرڈ سابق سیکرٹری اسمبلی B-21 کی مراعات واپس لینے اور مسٹر محمد ہاشم کاکڑ، ڈائریکٹر کوآرڈینیشن کی تنزلی سے ہے، کو ایوان کی رائے سے دوبارہ مالیاتی کمیٹی کے روبرو reconsideration کیلئے سپرد کرتی ہوں۔ جبکہ رپورٹ میں شامل دیگر تمام آئیٹمز کو ایوان کے سامنے رکھتی ہوں کہ اُس کو منظور کیا جائے؟ تو رپورٹ میں شامل دیگر تمام آئیٹمز کی ایوان کی رائے سے، اکثریت کے طور پر، منظور کیا جاتا ہے۔ اب میں گورنر بلوچستان کا انگریزی حکم نامہ پڑھ کر سناتی ہوں۔

ORDER.

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mohammad Khan Achakzai, Governor of Balochistan hereby order the on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogue on Wednesday the 30th August, 2017.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ آپ سب کو پیشگی عید مبارک ہو۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09 بجکر 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

